ید اللہ علی الجماعۃ ۔ ترمذی
لا جماعۃ الا بامارۃ ۔ دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبد اللہ محدث روپڑیؒ
بیاد سلطان المناظرین حافظ عبد القادر روپڑیؒ

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ
حافظ عارف سلمان روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک 11 ربیع الاول 1431ھ 26 فروری تا 4 مارچ 10 | شمارہ 8 | فون 7656730 فیکس 7659847

اے مسلمان تجھے کیا ہوا؟

ایک وہ وقت تھا کہ جب مسلمان، مسلمان کی آن و آبرو عزت اور عصمت کا نگہبان تھا۔ آج جنسی ہوس نے بے راہ روی کے اس آخری کنارے پر لاکھڑا کیا ہے کہ بجز تباہی اور بربادی کے کوئی راہ نظر نہیں آتی۔

ایک وہ وقت تھا کہ محبت والفت کے دریا بہتے تھے۔ جس سے اپنے تو ایک طرف اغیار بھی سیراب ہوتے تھے۔ آج بغض وعداوت نے ایسے ڈیرے جمائے ہیں کہ انسانیت چیخ رہی ہے، اور فریاد رسی کرنے والا کوئی نہیں۔

ایک وہ بھی وقت تھا کہ ہمدردی، تعاون، خیر خواہی، ایثار، غم گساری کے موسم بہار میں گلستان انسانیت پھلتا پھولتا تھا۔ جس کی عطر بیز ہوائیں ہر سو امن عالم کی خوشخبری اور نوید لے کر چلتی تھیں۔ یہ معطر ہوائیں قلب وضمیر کے اجڑے دیار میں رونق نو اور نئے سرے سے تعمیر کا سبب وموجب ہوتی تھی۔ جس سے انسانیت کی رگِ مردہ میں جان بخشی ہوتی تھی۔

ایک وقت وہ بھی تھا جب دنیا پر رحمت کے سائے چھائے ہوئے تھے۔ آج قہر وغضب کی گھٹائیں آسمان رحمت پر چھائی ہوئی ہیں جن نے یگانگت اور یک جہتی کا شیرازہ بکھیر کے رکھ دیا ہے۔

اے مسلمان آخر تجھے ہوا کیا ہے؟

www.jaamia.info جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس

اندازِ خلافت

عن ابی موسی رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ :انالانولی هذا من سئاله ولامن حرص علیه۔ [صحیح بخاری کتاب الاحکام باب مایکره من الحرص علی الامارة حدیث:۷۱۴۹]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: ہم اسے حکومتی عہدہ نہیں دیتے جواس کامطالبہ کرے یااس کاحریص ہو۔

جب کسی بھی امارت کاقیام اس اسلامی اصول کے مطابق ہوگاتو یقیناً وہ عدل پرمبنی ہوگی۔ عادل ومنصف حکمران کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول مکرم ﷺ نے ارشادفرمایا: ان المقسطین عندالله علی منابر من نور عن یمین الرحمن عزوجل و کلتایدیه یمین الذین یعدلون فی حکمهم وأهلیهم وما ولوا۔[صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضیلة الامام العادل حدیث:۳۴۰۶] انصاف کرنیوالے اللہ تعالیٰ کی دائیں طرف نور کے ممبروں پرہوں گے اوراس (اللہ تعالیٰ) کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں اور یہ انصاف کرنیوالے وہ لوگ ہیں جوحکم کرتے وقت انصاف کرتے ہیں اوراپنے بال بچوں اورعزیزوں میں بھی نیزان کوجوکام سونپاجائے اس میں عدل سے کام لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبعة یظلهم الله فی ظله یوم لاظل الا ظله۔ امام عادل الخ ساتھ ایسے آدمی ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دے گاکہ جب اس کے سائے کے علاوہ اورکوئی سایہ نہ ہوگا(ان میں سے پہلا) عدل کرنیوالاحکمران ہے۔[صحیح بخاری کتاب لاذان باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوة، حدیث:۶۶۰]

امارۃ عدل کے اصول وضوابط:

(۱) حکمران عوام کاخیرخواہ اورنرم ہوناچاہیے نیزخائن بھی نہ ہو۔ کیونکہ مامن عبداسترعاه الله رعیة فلم یحطها بنصیحة الالم یجدرائحة الجنة، جب اللہ تعالیٰ کسی کورعیت کاحاکم بناتاہے اوروہ خیرخواہی کیساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتاتووہ جنت کی خوشبوبھی نہیں پائیگا۔[صحیح بخاری کتاب الاحکام باب من استرعی رعیة فلم ینصح حدیث:۷۱۵۰]من یشاق یشقق الله علیه یوم القیامة۔[حواله مذکوره باب من شاق شق الله علیه حدیث:۷۱۵۲] جوکسی کوتکلیف میں مبتلا کریگایاکسی پرسختی کریگاتواللہ اس پرقیامت کے دن سختی کریگا۔

(۲) عادل حکمران دربان وغیرہ نہ رکھے: ایک عورت بیان کرتی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پرگئی تو فلم تجد علیه بوابا۔ اس نے آپ کے دروازے پرکوئی دربان نہیں پایا۔ [حواله مذکوره باب ماذکر ان النبی ﷺ لم یکن له بواب حدیث:۷۱۵۴]

(۳) حاکم انتقامی کاروائی کرنیوالانہ ہو:لایقضین حکم بین اثنین وهو غضبان۔[حواله مذکوره باب هل یقضی القاضی أویفتی وهو غضبان حدیث:۷۱۵۸] تم میں سے دوآدمیوں کے درمیان کوئی اس حال میں فیصلہ نہ کرے کہ وہ حالت غصہ میں ہو۔

(۴) حکمران اورامیرسوائے ذاتی (معمولی) خرچے کے بیت المال کامحافظ ہوحتیٰ کہ اگراسے کوئی حکمران یاامیرہونے کے ناطے تحفہ دے تووہ اسے بیت المال میں جمع کروانے کاپابندہے۔[حواله مذکوره باب هدایا العمال حدیث:۷۱۷۴]

(۵) حکمران وامیرکوایسی زندگی گزارنی چاہیے۔ دوران اعتکاف رسول اللہ ﷺ سے آپ کی زوجہ محترمہ صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ آپ انہیں چھوڑنے کے لیے نکلے دوصحابہ کوجاتے ہوئے دیکھ کرفرمایا: یہ صفیہ ہیں۔ وہ بولے: سبحان اللہ۔ فرمایا: یقیناً شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح چلتاہے۔ [حواله مذکوره باب الشهادة تکون عندالحاکم حدیث:۷۱۷۱] یہ اوصاف ہرشخص کواپنانے چاہئیں بالخصوص اگرحکمران وامراء انہیں اپنالیں تویقیناً اسلامی حکومت کاقیام ہوسکتاہے۔ وماعلینا الاالبلاغ

جماعت اہلحدیث کا ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 8
11 ربیع الاول ☆ 1431ھ
26 فروری ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی: مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0300-8065906

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ آل عمران 9
شاہ اربل کا تحفہ! 11
شانِ نزول اور...... 15
آسمانی ہسپتال میں! 17

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

مولانا عبداللطیف حلیم

منزل انہیں ملی جو اس کے اہل نہ تھے

جمہوریت کا سب سے بڑا نقصان یہی ہوتا ہے کہ وہ کبھی جمہوریت اور کبھی حقیقی جمہوریت اور کبھی جمہوریت کو خطرہ جیسے نازک ادوار سے گزر کر بھی پروان نہیں چڑھتی۔ جس عمارت کی بنیاد ہی پلی اینٹوں بھی سے رکھی جائے وہ کبھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی۔ جمہوریت کے عہدیداران سخت حریص، لالچی اور خود غرض ہوتے ہیں، وہ اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے ایسے ایسے حقوق سلب کرتے ہیں کہ خود انہیں اپنا حق بھول جاتا ہے۔ پاکستان کے عوام کی بدقسمتی کہیے یا حکمرانوں کی کہ ہر نیا دور اور نیا دن ایک عجیب سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ جمہوریت کے دعویدار جن عوام کے بل بوتے کرسی اقتدار کے مالک بنتے ہیں، ان کی ضروریات زندگی کو بھلا کر سیاست کے میدان میں مخالف فریق کو شکست دینے کے چکروں میں پڑے رہتے ہیں۔ شاید ان کے ظن باطن میں یہ چیز چھپی ہوتی ہے کہ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ہمیں کوئی سیاست دان کا نام نہیں دے گا۔ یہی حالت ہمارے موجودہ حکمران ٹولے کی ہے۔ صدر زرداری نے اپنے ہی کیے ہوئے وعدوں کے بارے میں یہ کہا" رات گئی تو بات گئی، وعدے قرآن وحدیث نہیں ہوتے" اور اسی طرح اور بھی بڑے پینترے بدلے۔ شاید وہ انہیں بھی جمہوریت کا حصہ سمجھتے ہیں۔

ملکِ پاکستان جو ہر قسم کی معدنی دولت سے مالا مال ہے، جس کی مٹی کے نیچے پٹرول اور ڈیزل کی شکل میں سونے کے چشمے ابل رہے ہیں، گیس کے وافر ذخائر موجود ہیں، گندم، چاول، گنا اور کپاس کے علاوہ ہر قسم کے پھلوں اور سبزیوں سے کھیت لہلہا رہے ہیں مگر حالت یہ ہے کہ عوام خودکشی کرنے پر مجبور ہیں، لوگ فاقوں مر رہے ہیں، اس کا بنیادی سبب کیا ہے؟ کہ حکمران طبقہ وہ ہے جو نااہل ہیں۔ انہیں اپنی سیاست کی فکر ہے، ملک اور اس کے عوام کی نہیں۔ ملک پاکستان بہت سے بحرانوں کا شکار ہے، ایک بحران ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔ ہماری حکومت ہی ایسی ہے کہ بحران پہ بحران پیدا کیے جا رہی ہے۔ اتنی نااہل حکومت کہ انہیں اس بات کا اندازہ ہی نہیں کہ اس بحران سے حکومت بھی کمزور ہوگی۔

چند ہفتوں سے عدلیہ کا بحران شروع ہوا کہ حکومت نے عدلیہ سے ٹکر لے لی اور جناب صدر پاکستان نے ایک ایسا نوٹیفکیشن جاری کیا جو ان کے شایانِ شان نہیں تھا۔ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے باوجود نرم لہجہ رکھنے کے اعلیٰ عدلیہ کے خلاف اسمبلی میں خوب دھواں دھار تقریر کی، حالانکہ

قانوندانوں اور آئینی ماہرین میں اس بات پر کلی اتفاق تھا کہ ججوں کی تقرری اور ترقی میں چیف جسٹس آف پاکستان حتمی اتھارٹی ہیں۔ دراصل وزیراعظم صاحب کی یہ تقریر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت تھی، کیونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ جب وہ یوٹرن لیں گے تو حکومت کا مخالف گروپ متاثر ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ایسا کیا۔ تاہم جب وزیراعظم بن بلائے مہمان بن کر جناب چیف جسٹس کی طرف سے دیئے گئے ڈنر میں شریک ہوئے تو لامحالہ چیف جسٹس کے ذہن پران کے اس اقدام کا غیر معمولی اثر تو مرتب ہونا ہی تھا۔ جناب وزیراعظم کے بغیر بتائے ڈنر میں آنے کی وجہ سے چیف جسٹس انتہائی خوش نظر آرہے تھے۔ یہی وہ وقت تھا کہ وزیراعظم صاحب نے جناب چیف جسٹس کو وزیراعظم ہاؤس میں دوسرے ہی روز چائے پر آنے کی دعوت دینے کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا اور چیف جسٹس وزیراعظم کے اس انداز (انا کی دیواروں کو توڑ کر آنے) سے اتنے متاثر ہوئے کہ ان کی پیش کش کو مسترد نہ کر سکے۔ بہر طور وزیراعظم کی جانب سے چیف جسٹس کو دی جانے والی یہ دعوت ایک چالاکی اور بدنیتی پر مبنی اقدام تھا کیونکہ حکمران جماعت تو یہ فیصلہ پہلے ہی کر چکی تھی کہ وہ جسٹس خواجہ شریف اور جسٹس ثاقب نثار کے حوالے سے جاری کیا گیا نوٹیفکیشن واپس لے لے گی، یہ چیف جسٹس کی سفارشات کی پابندی کرنے پر آمادہ تھی، یہ سب کچھ دراصل خود کو شرمندگی، ندامت اور پشیمانی سے محفوظ رکھنے کی ایک چال تھی، جس کا موقع بہر نوع چیف جسٹس آف پاکستان نے حکومت کو فراہم کر ہی دیا اور روز وزیراعظم کی دعوت پر چلے گئے۔

بدقسمتی سے چیف جسٹس کی تین گھنٹے کی ملاقات، وسیع وعریض وزیراعظم ہاؤس کا وہ تنگ ترین گوشہ جہاں دو کرسیاں اور ہاؤس کی سب سے چھوٹی میز، بینظیر بھٹو کی تصویر میز کے عین اس کنارے پر رکھی، جو چیف جسٹس کی کرسی کو چھو رہا تھا، یہ تمام چیزیں نے بہر طور عدلیہ کے امیج کو بری طرح متاثر کرنے کا سبب بن گئیں، یہ سب کچھ ایک سودے بازی اور کچھ لو، کچھ دو، کا منظر نامہ محسوس ہو رہا تھا۔ دراصل جج تو فیصلہ سناتا ہے، فیصلہ سننے کسی کے پاس نہیں جاتا۔

یہ تمام مثالیں اور طور طریقے حکمرانوں اور چیف جسٹس کے ہیں جو جمہوریت کے دلدادہ ہیں، اب ذرا اسلام کے میزانِ عدل کی مثال ملاحظہ کیجیے!

سلطنت بنگال کا سلطان غیاث الدین بن سکندر شاہ (۷۹۲ تا ۷۹۹ھ) ایک روز تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا کہ سوئے اتفاق ایک تیر کسی بیوہ کے بیٹے کو جا لگا اور وہ جاں بحق ہو گیا۔ بیوہ نے قاضی وقت مولانا سراج الدین کی عدالت میں سلطان کے خلاف مقدمہ درج کر دیا۔ قاضی نے سلطان کے خلاف سمن جاری کر دیے۔ سمن وصول کرتے ہی سلطان فوراً اٹھا اور بغل میں ایک چھوٹی سی تلوار چھپائے عدالت میں حاضر ہوا۔ قاضی سراج الدین نے سلطان کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور سلطان کو بیوہ کے برابر کھڑا کرنے کا حکم دیا۔

جرم ثابت ہونے پر قاضی صاحب نے شریعت کے مطابق فیصلہ کرتے ہوئے جان کے بدلے جان کا شرعی فیصلہ سنا دیا۔ سلطان نے شرعی فیصلے کے سامنے سر جھکاتے ہوئے عدالت کی اجازت سے مدعیہ بیوہ کے حضور درخواست کرتے ہوئے کہا: آپ چاہیں تو خون بہا لے کر مجھے معاف کر دیں، بصورت دیگر میری جان حاضر ہے۔ ضعیف بیوہ اسلامی انصاف سے اس قدر متاثر ہوئی کہ اس نے خون بہا لے کر سلطان کو معاف کر دیا۔ اس ساری کاروائی کے بعد قاضی سراج الدین اٹھے اور بادشاہ کو اپنی مسند پر بٹھا دیا، سلطان نے بغل سے تلوار نکالی اور قاضی صاحب سے کہا کہ اگر آپ شریعتِ اسلامیہ کے خلاف فیصلہ کرتے، (میری رعایت کرتے) تو اس تلوار سے آپ کی گردن قلم کر دیتا۔

یہ سنتے ہی قاضی صاحب نے اپنی مسند کے نیچے سے ایک درہ نکالا اور کہا: سلطان اگر آج آپ شریعت کی حدود سے انحراف کرتے تو اللہ کی قسم! میں اس درے سے آپ کی کھال ادھیڑ دیتا۔ [ریاض السلاطین ص ۱۰۷ بحوالہ ضیائے حدیث، مارچ ۲۰۰۹]

دورِ آمریت کی اس مثال کو بنظر غائر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں بھی جبکہ تمام تر اختیار فردِ واحد کے ہاتھ میں تھے، کسی سلطان و حکمران کو کبھی یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ اپنی مرضی وخواہش کے مطابق عدالتِ عظمیٰ سے فیصلہ لے سکیں یا عدالت پر کسی قسم کا دباؤ ڈالا جا سکے یا عدالت کے فیصلوں کو چیلنج کر سکے۔ اور پاکستانی عدالتِ عظمیٰ نے جب این آر او کو کالعدم قرار دیا اور 2007ء سے کیس ری اوپن کیے تو اور تو اور، وزیراعظم صاحب نے ایسی جذباتی تقریر کی تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ یوسف رضا گیلانی پاکستان کے نہیں بلکہ پیپلز پارٹی کے وزیراعظم ہیں۔ جناب وزیراعظم کہنے لگے، وزیر داخلہ (رحمٰن ملک) خود لوگوں کو گرفتار کرتے ہیں، انہیں کون گرفتار کرے گا؟ چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ! اور کیا پدی کیا پدی کا شوربا

دراصل بات یہ ہے کہ ملکِ پاکستان کے حکمران ایسے لوگ ہیں جو حکومت کے اہل ہی نہیں، وہ جمہوریت اور حقیقی جمہوریت کے راگ الاپتے ہیں جو جمہوریت سے بھی واقف ہی نہیں۔ وہ اسلامی شریعت سے کیا واقف ہوں گے؟

☆ ☆ ☆

احباب جماعت نوٹ فرمالیں: محترم جناب مولانا ارشد کمال کا نیا موبائل نمبر، احباب جماعت نوٹ فرمالیں: 0322-6286122

الاستفتاء

مفتی عبیداللہ خاں عفیف
بانی مسجد جامعۃ العزیز اہلحدیث رحمت ٹاؤن

جشن عید میلاد مروجہ کا شرعی حکم

(قسط:......4)

سوال: ہر سال ماہ ربیع الاول کے ابتدائی ۱۲ دنوں میں ہمارے پاکستان میں عشق رسول کے مقدس اور مطلوب ولولے کے تحت سیرت رسول ﷺ کے عنوان سے جلسوں کا انتظام اور میلاد کی محافل کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو حکومت کی طرف سے پورے ملک میں چھٹی ہوتی ہے۔ چراغاں کا سماں بندھتا ہے۔ مختلف الوان کے دسترخوان بچھائے جاتے ہیں۔ واعظوں اور نعت خوانوں کے وارے نیارے ہوتے ہیں۔ کعبۃ اللہ اور روضہ اقدس کی تشبیہوں کا طواف کیا جاتا ہے۔ عربی لباس کا سوانگ بھرا جاتا ہے۔ مردوزن کے ٹھٹھ لگتے ہیں۔ ٹرالیوں، ٹرکوں، اونٹ گاڑیوں، بھینسا گاڑیوں اور گدھا گاڑیوں کو زرق برق بینروں۔ جھنڈوں اور پھولوں کے ہاروں سے سجایا جاتا ہے اور ان پر بے فکرے بڑے، چھوٹے اور لڑکے بالے سوار نعتیں پڑھتے۔ گانے گاتے، ریکارڈنگ کرتے، ناچتے تھرکتے، دھمال ڈالتے اور لڈی مچاتے ہوئے جلوس نکالتے ہیں اور ان جلوسوں پر عطر چھڑکا جاتا ہے۔ لوبان اور اگر کی دھونیوں کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ اور اس جشن پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور ستم یہ کہ قوم کے نونہالوں کو بھیک مانگنے کا عادی بنایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں میرے ذہن میں درج ذیل سوال انگڑائیاں لے رہے ہیں۔

1: محبت رسول کے تقاضے کیا ہیں؟ 2: حکومت اور عوام الناس کا یوں جشن منانا مسنون اور ماثور عملی ہے؟ 3: کیا عہد رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، عہد صحابہ رضی اللہ عنہ، سلف صالحین، ائمہ اربعہ اور فقہاء محدثین نے بھی اس عید میلاد کا کوئی اہتمام فرمایا تھا یا اس کا حکم دیا تھا؟ 4: اسلام میں کتنی عیدیں ہیں؟ 5: ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد منانے کا یہ طریقہ کب شروع اور اس کی طرح ڈالنے والے کون اور کیسے لوگ تھے۔ امید ہے آپ اولین فرصت میں میری راہنمائی فرمائیں گے۔ سائل: محمد خان نجیب

آپ خود فیصلہ فرمائیے:

آپ خود سوچیں کہ ایسا گستاخ سلف شرعی امور سے بے بہرہ عمل سے تہی دامن سست، کذاب اور ناقابل اعتبار انسان کہ جسے امام عساکر اور حافظ سیوطی جیسے دھیمے نقادفن بھی قبول نہ کریں۔ بھلا وہ بھی کسی کام کا آدمی ہوسکتا ہے چہ جائیکہ اس بدعتی افتراء پرداس دنیادار اور عاقبت فراموش مولوی کے فتویٰ کو کوئی اہمیت دی جاسکتی ہے اور اس بدعت کے جواز میں سند مانا جاسکتا ہے؟ کیا ایسے للے تللے اور لالچی آدمی کی ٹامک ٹوئیوں اور بدعت نوازیوں کو شرعی مسائل میں حجت ماننا شریعت مطہرہ کا منہ بنانا اور اسکا گلا کاٹنا نہیں؟

کیفیت مجلس میلاد:

اگر اس بے دین بادشاہ اور دنیادار مولوی کے بارے میں مذکورہ بالا تبصروں سے صرف نظر بھی کرلیا جائے اور صرف ان کی محفل میلاد کی کیفیت پر چلتی چلاتی نظر ڈال لی جائے تو بھی ان کی دین داری، نیک نیتی اور محبت رسول کا بھانڈا بیچ چوراہے کے پھوٹا پڑا دکھائی دیتا ہے آپ کی تسلی کے لیے اس کی محفل میلاد کی کیفیت حاضر خدمت ہے۔

ویعمل للصوفیة سماعا من الظهر الی الفجر ویرقص بنفسه

[حاوی للفتاوی ص ۲۹۳]

جیسا کہ یہ پہلے بھی لکھا جاچکا ہے کہ یہ بھانگا بادشاہ محفل میلاد میں جاہل اور بے عمل صوفیوں کی تسکین کے لیے ظہر سے فجر تک مجلس سماع کا اہتمام کرتا تھا ان کے ساتھ خود بھی دھمال ڈالتا تھا جیسا کہ (مرأت الزمان ص ۲۸۱ ج ۸) میں بھی اس کے رقص کا تذکرہ آچکا ہے۔

مؤرخ ابن خلکان جو اس بادشاہ کے نمک خوار بھی ہیں اور شکر گزار بھی اس کی محفل میلاد کا نقاب الٹتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

یہ بدعت کا خوگر بادشاہ محفل میلاد کے اہتمام کے لیے لکڑی کے بیس عالیشان قبے تیار کرواتا تھا اور ہر کبہ میں پانچ منزلیں ہوتیں۔ ماہ صفر کے آغاز میں زیبائش وآرائش کے مہنگے ساز وسامان سے ان قبوں کو آراستہ کرکے ہر ایک منزل میں ایک ایک ٹولی راگ گانے والی ٹپہ خیال، باجے والوں، کھیل تماشے اور رقص کرنے والوں کی بٹھائی جاتی۔ ہر روز عصر کے بعد اپنے وزیروں، مشیروں، اور دوسرے ہمرائیوں کے ساتھ کبہ کبہ اور منزل منزل پھرتا گانا سنتا ناچ دیکھتا اور خوشی میں خود بھی ناچتا، پھر اپنے کبے میں تمام رات لہوولہب راگ رنگ میں مشغول رہتا اور داد عیش دیتا اور یوں میلاد سے دو دن پہلے اپنے تمام طبلوں، باجوں اور آلات لہوولہب کے جلو میں اپنے بے شمار اونٹ، گائیں اور بکریاں لے کر کھلے میدان میں آجاتا اور ان کو ذبح کرادیتا اور ہر قسم کے پرتکلف کھانے پکوا کر ان بھانڈوں، ڈوموں، موسیقاروں اور دوسرے تماشبیوں کی ضیافت کرتا اور میلاد کی رات عصر کی نماز پڑھ کر اپنے قلعے میں پھر سماع کی محفلیں منعقد کرواتا۔

اصل عبارت یہ ہے، لیجیے پڑھیے:

یتقدم مظفر الدین ینصب قبابا من الخشب فی کل قبة اربع او خمس طبقات ویعمل مقدار عشرین قبة واکثرو قبة منها له

والباقی لامراء واعیان دولته لکل واحد قبة فاذا کان اول صفر زینو تلك القباب بانواع الزینة الفاخرة المتجمعة وقعد فی کل قبة جوق من الاغانی وجوق من ارباب الخیال ومن اصحاب الملاهی ولم یتر کوا طبقة من تلك الطباق حتی وقبوافیها جوقا وتبطل معایش الناس فی تلك المدة ومایبقی لهم شغل الاالتفرج والدوران علیهم فکان مظفرالدین ینزل کل یوم بعد صلوة العصر ویقف علی قبة قبة الی اخرها ویسمع غنائهم ویتفرحو علی خیالاتهم وما یفعلونه فی القباب وبیت فی الخانکاه ویعمل السماع فیها ثم یرجع الی القلعة قبل الظهر فاذا قبل المولد بیومین اخرج من الابل والبقرة والغنم شیا کثیرا زائد اعن الوصف رزقها بجمیع ماعنده من الطبول والاغانی ولملاهی حتی یاتی بها الی المیدان ثم یشر عون فی نحرها وینصبون القدور ویطبخون الاالوان المختلفة فاذا کانت لیلة المولد عمل اسماعت بعدا ان یصلی المغرب فی القلعة ثم ینزل وبین یدیه من الشموع المعلقة شیء کثیر الی۔[الخ ابن خلکان ج ۳ ص ۲۷۴]

محترم! آپ نے دیکھا کہ عید میلاد کو رائج کرنے والا ایک فریب خوردہ، بے دین، فضول خرچ، چنگ ورباب کا رسیا، بانکا، اور کھلنڈرا بادشاہ تھا جو اپنے وقت کے علماء کو بجائے سلف صالحین کے طریقہ کے اپنے قیاسیات اور مجتہدات سے اپنا الو سیدھا کرنے کی تلقین کیا کرتا تھا اور قوم کی سادگی اور مذہبی شوق سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس نے اپنی کرسی کو مضبوط بنا لیا اور اپنی عیاشی اور ہوس کوشی کا رستہ ہموار کر لیا تھا اور میلاد النبی کی بدعت کے جواز میں فتوی لکھنے کی سعی نامشکور کرنے والا ایک بدعتی اور حریص مولوی اس کو مل گیا جس کی گندی اور بے لگام زبان سے ہمارے قابل فخر سلف صالحین بھی محفوظ نہ رہ سکے اور وہ احمق، متکبر ہونے کے ساتھ ساتھ دین کے معاملات میں پھڈے باز اور رخنہ انداز بھی تھا اس کھلنڈرے بادشاہ اور بدعتی مولوی کے ساتھ اس بدعت کی ترویج میں وہ جاہل پیر اور بے علم صوفی بھی شامل ہو گئے جو دین کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتے اور جو سادہ لوح ہونے کی وجہ سے چھلکے اور پوست کو مغز سمجھ کر اپنے دامن میں چھپا لیتے ہیں۔

لیجیے! جناب یہ ہے دل خراش داستان اس بدعت خانہ خراب کی جسے حکومت پاکستان اور عشق رسول ﷺ کے ٹھیکیدار ایک اسلامی تہوار اور ایک تیسری عید سمجھ کر ہر ۱۲ ربیع الاول کو بڑی دھوم دھام کے ساتھ مناتے ہیں۔امام عبداللہ بن مبارک ان چالاک حکمرانوں بدعت کیش مولویوں اور جاہل صوفیوں کے بارے میں کیسی کھری کھری اور سچے کی بات کہہ گئے

وهل افسد الدين الا الملو
واحبار سوء ورهبانه

اس بدعت کی قلعی تو بفضلہ تعالی ہم کھول چکے ہیں، اب آپ کی اپنی پسند ہے کہ آپ اتباع اور سلف صالحین کے طریقہ کو پسند کرتے ہیں یا نفس پرست بدعتی بادشاہ اور زر پرست بدعتی مولوی کی ٹیڑھی راہ کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ موازنہ کیجیے گا۔

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

جواب سوال نمبر ۹:

ہم پہلے سوال نمبر ۲ اور سوال نمبر ۳ کے جواب میں قدرے شرح و بسط کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ عید میلاد مروجہ نہ صرف بدعت ہے کہ بلکہ اسلام میں مزید اضافہ کی شرمناک جسارت بھی ہے اور اس بدعت کا پورا پورا نوٹس لینا چونکہ وقت کا شدید شرعی تقاضا تھا، چنانچہ جونہی اس بدعت نے سر اٹھایا تو ہمارے ائمہ دین اور علمائے حق فوراً اس کی تردید و مذمت پر کمربستہ ہو گئے اور اس کے کریہہ چہرے سے نقاب الٹ کر رکھ دیا، اس کا مکمل تجزیہ (Pt st M ortom) فرمایا اور کتاب وسنت کی نصوص مرفوعہ، براہین ساطعہ، دلائل قطعیہ اور یقینیہ کے ساتھ اس کے سارے تار پود بکھیر کر سر بازار عالم رکھ دیئے۔جزاهم الله عنا وعن کل من عمل بالکتاب والسنة جزیل الجزاء۔ آمین

چنانچہ اسی ساتویں صدی کے مجدد و شیخ الاسلام حضرت امام ابن تیمیہ حنبلی نے اپنی کتاب اقتضاء صراط مستقیم ص ۲۹۴، ص ۲۹۵ اور اپنے فتاوی ص ۳۱۲ جلد اول۔ امام شرف الدین حنبلی، امام احمد بن محمد مصری مالکی، امام ابوالحسن علی بن فضل مقدسی مالکی، امام ابوعبداللہ ابن الحاج مالکی، علامہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبدالمجید مالکی، علامہ محمد بن ابوبکر مخزومی مالکی، امام تاج الدین فاکہانی مالکی، امام علاؤ الدین شافعی، امام نصیرالدین شافعی صاحب رسالہ ارشاد الخیار ص ۲۰، امام ابوبکر بن عبدالغنی ابن نقطہ حنفی، امام شرف الدین احمد حنفی، قاضی شہاب الدین دولت آبادی حنفی، علامہ محمد بن بیر علی افندی حنفی اور علامہ محمد بشیر قنوجی حنفی اور دوسرے اکابر علمائے دین (رحمہم اللہ تعالی) نے اس بدعت کی بڑی مدلل، مفصل اور پرزور تردید فرمائی ہے۔[صوائق الهیه ص ۲۳۴، ۲۳۵ از علامه محمد بشیر حنفی قنوجی]

مزید تفصیل کے لیے حضرت مجدد العلوم والا جاہ سید صدیق حسن خاں قنوجیؒ کی کتاب دلیل الطالب ص ۴۰۵، ص ۱۴۰۹ استاذ العرب والعجم حضرت شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسن محدث دہلویؒ کا فتاوی نذیریہ ص ۲۱۴ تا

۲۴۴ جلد اول اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کا فتاوی ثنائیہ ص ۱۰۹ تا ۱۴۴ جلد اول ملاحظہ فرمائیے۔ بالخصوص فتاوی ثنائیہ ضرور پڑھیے کیونکہ عید میلاد کے جواز میں تار عنکبوت سے زیادہ کمزور جتنے کچے پکے فرضی اور خرصی دلائل پیش کرنے کی سعی نا مشکور کی جاتی ہے ان سب پر مفصل مگر عالمانہ تبصرہ اور ان تمام کے ترکی بہ ترکی مسکت جوابات آپ کو اس فتاوی میں یکجا مل جائیں گے، ہمیں افسوس ہے کہ ہم حضرت شیخ الاسلام امرتسریؒ کے ان علمی نگینوں اور جواہر پاروں کو اپنے ان چند اوراق کی زینت نہ بنا سکے۔ کہ ان کی تنگ دامانی ان سے ہمکنار ہونے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

حنفی علماء کے فتاوی:

اس بدعت کا اہتمام اور پرچار کرنے والے دوست چونکہ اپنے آپ کو اصل حنفی کہلاتے ہیں لہٰذا اگر وہ برا نہ مانیں تو ہم اصلاح عقائد کے نیک ولولے کے تحت ان کی خدمت عالیہ میں اکابر علماء احناف کے چند فتاوی پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں امید ہے ہماری یہ جسارت نامناسب نہ ہوگی۔

1۔ امام رجب بن احمد حنفی کا فتوی:

آپ طریقہ محمدیہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

اما اجتماع النساء ومولودهن وتوحيدهن فقد ذكر الشعراني في تنبيهه قال ابن الحاج ومن جملة ما احدثوه من البدعة مع اعتقادهم من اكثر العبادات مايفعلونه من المولد وقد احتوى ذلك على بدع ومحرمات۔ [صوائق الهيه ص ۲۳۵]

کہ عورتوں کا مجلس مولود میں جمع ہونا بدعت ہے جیسا کہ امام عبدالوہاب شعرانی نے امام عبداللہ بن الحاج سے نقل کیا ہے کہ مجلس مولود میں جو کچھ کیا جاتا ہے وہ سارے کا سارا بدعت اور حرام چیزوں کا ملغوبہ ہے

2۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی حنفی کا فتوی:

اپنے فتاوی تحفۃ القضاۃ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سئل القاضي عن مجلس المولود الشريف قال لا ينعقد لانه محدث وكل محدث ضلالة وكل ضلالة في النار وما يفعلون من الجهاد على راس كل حول في شهر الربيع الاول ليس بشي ويقومون عند ذكر مولودهﷺ ويزعمون ان روحهﷺ يجي وحاضر فزعمهم باطل بل هذا الاعتقاد شرك وقد منع الائمة عن مثل هذا۔ [فتاوى رشيديه ص ۳۱۸ صوائق الهيه ص ۲۳۵]

کہ قاضی شہاب الدین سے مجلس مولود کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ مجلس نہ جمائی جائے اس لیے یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے اور یہ بدعات جو جاہل لوگ ہر سال کی ابتداء پر ربیع الاول کے مہینہ میں کرتے ہیں یہ کوئی شرعی عمل اور وہ ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی روح تشریف لاتی ہے اور حاضر ہوتی ہے تو یہ ان کا عقیدہ باطل ہے بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے اور ائمہ نے ان بدعتیوں سے منع فرما دیا ہے۔

3۔ امام ابن عابدین شامی حنفی کا فتوی:

آپ ردالمختار شرح الدرالمختار میں لکھتے ہیں:

واقبح منه النذر بقراءة المولد في المنائر مع اشتماله على الغناء واللعب وايهاب ثواب ذلك الى حضرة المصطفىﷺ۔

[شامي۔صوائق الهيه ص ۲۳۵]

کہ دوسری بدعتوں سے زیادہ قبیح بدعت یہ ہے کہ رقص و آلات موسیقی کی دھنوں کے ساتھ میناروں اور گنبدوں پر میلاد پڑھا جائے اور اس کا ثواب رسول اللہ ﷺ کو پہنچایا جائے۔

4۔ امام عبدالرحمن مغربی حنفی کا فتوی: لکھتے ہیں:

ان المولد بدعة لم يفعل به ولم يفعله رسول اللهﷺ والخلفاء والائمة وكذا في الشرعة الهنية۔ [فتاوى رشيديه ص ۲۱۷]

کہ میلاد کرنا بدعت ہے جس کو نہ کہا اور نہ کیا رسول اللہ ﷺ نے نہ خلفائے راشدین اور آئمہ دین نے اور شرعۃ الالہیہ میں بھی ایسا ہی ہے۔

5۔ حضرت مجدد الف ثانی کا فتوی:

محبوب سبحانی، مرشد ربانی، خواجہ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی سے جب مرزا احسان الدین نے میلاد النبی ﷺ کے بارے میں فتوی پوچھا تو آپ نے فرمایا بہ نظر انصاف ببیند حضرت ایشاں فرضا دریں زمان موجود بودند ودر دنیا زندہ مے بودند وایں مجالس واجتماع کہ منعقد مے شد آیا بایں راضی مے شدند وایں اجتماع را مے پسندیدند یا نہ یقین فقیر آں است کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمے فرمودند بلکہ انکار مے نمودند مقصود فقیر اعلام بود، قبول کنند یا نکنند ہیچ مضائقہ نیست وگنجائش مشاہرہ نہ اگر مخدوم زادہا و یاران آنجا بہ ہماں وضع مستقیم باشندہ ما فقیراں از صحبت ایشاں غیر از ہرابان چارہ نیست زیادہ چہ تصدیہ دہد والسلام۔ [مکتوبات حصہ پنجم ص ۲۲ مکتوب نمبر ۲۰۳ وفتاوی نذیریہ ص ۲۲۳ ج اول]

کہ بنظر انصاف دیکھو کہ اگر بالفرض حضور ﷺ اس زمانے میں زندہ ہوتے (معلوم ہوا کہ مجدد الف ثانی حیات النبی ﷺ کے قائل نہ تھے) اور یہ میلاد کی مجلس اور اجتماعات منعقد ہوتے دیکھتے تو کیا اس بدعت پر راضی ہوتے؟ اور ان اجتماعات کو پسند فرماتے؟ فقیر کا یقین یہ ہے کہ آپ ﷺ اس بدعت کو ہرگز منظور نہ فرماتے بلکہ انکار ہی فرماتے۔ فقیر کا مقصد تو صرف

اطلاع دینا ہے قبول کریں یا نہ کریں مجھے کوئی پرواہ نہیں اور جنگ کی کوئی ضرورت نہیں اگر وہاں کے مخدوم زادے اور احباب اسی وضع (اس بدعت) پر اصرار کریں تو ہم فقیروں کو ان کی صحبت سے بجز محرومی کے کوئی چارہ کار نہیں فقط زیادہ کیا تکلیف دی جائے۔

ابوعبداللہ امام محمد بن العبدری المتوفی ۷۳۷ھ المعروف با بن الحاج کا فتوی:

کہ اگر مجلس میلاد گانے بجانے اور دوسرے تکلفات سے پاک بھی ہو تب بھی اس مجلس کا انعقاد بدعت ہے چہ جائیکہ اس میں رقص وسماع کا بھی اہتمام ہو امام عبداللہ ابن الحاج کی کتاب المدخل میں لکھا ہے:

فان خلا منه وعمل طعاما فقط ونوى به المولد ودعى اليه الاخوان وسلم من كل ماتقدم ذكره فهو بدعة بنفس نية فقط لان ذلك زيادة في الدين وليس من عمل سلف الماضين واتباع السلف اولى ولم ينقل من احد منهم انه المولد ونحن تبع السلف فيسعنا ماوسعهم ......

[سیرت شامی ص ۴۵۳ ج ا۔ فتاوی رشیدیہ ص ۴۱۶]

کہ اگر مجلس میلاد میں قوالی وغیرہ نہ بھی ہو اور صرف کھانا پکایا جائے اور اس سے مولود کی نیت کی جائے اور اس کی طرف لوگوں کو بلایا جائے اور جو کچھ باتیں (راگ ورنگ وغیرہ) کی لکھی گئی ہیں ان سے بھی مجلس سلامت رہے تو بھی فقط نفس نیت کی وجہ سے یہ بدعت ہے اس لیے کہ یہ دین میں زیادتی ہے اور گزرے ہوئے سلف صالحین کا یہ عمل نہیں ہے اور سلف صالحین کی پیروی بہتر ہے اور سلف صالحین سے یہ عمل ہرگز منقول نہیں ہے کہ انہوں نے مجلس مولود کی نیت کی ہو اور ہم تو سلف کی اتباع کرتے ہیں اور ہمارے لیے بس وہی دین کافی ہے جو سلف صالحین کے لیے کافی ہو چکا۔

ربیع الاول کے جلسے بدعت ہیں:

مفتی محمد شفیع کراچوی کا فتوی:

یوم میلاد النبی ﷺ کے جلسے جن تقیدات وتعینات کے ماتحت ہو رہے ہیں یہ تو وہی محفل میلاد ہے جن کو نئے لباس میں پیش کیا گیا ہے میرے نزدیک تو قدیم طرز کی عید میلاد یا مطلق محفل میلاد میں اور ان جلسوں میں کوئی فرق نہیں جس طرح وہ بدعت ہیں بلاشبہ یہ بھی بدعت ہیں رسول اللہ ﷺ کا کیا یہی حق امت پر ہے کہ سارے سال میں صرف ایک دن اور وہ بھی محض تماشے کے طور پر آپ ﷺ کا ذکر مبارک جھوٹے سچے رسالوں سے پڑھ دیا اور پھر سال بھر کے لیے فارغ ...... یہ جلسے بحالت موجودہ بالکل بدعت اور بہت سے منکرات پر مشتمل ہیں اس لیے سرے سے ان جلسوں کی شرکت واہتمام والتزام بدعت ہے جن کا ترک ضروری ہے نئی نئی شریعتیں اور نئے نئے طریقے بجائے اصلاح کے ہمیشہ فساد کا ذریعہ بنتے ہیں امام مالک نے خوب فرمایا ہے یعنی جو چیز آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتی [فتاوی دار العلوم دیو بند ج ۲ ص ۱۷۵،۱۷۳]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا فتوی:

اما اتخاذ موسم غير المواسم الشرعية من شهر ربيع الاول التي يقال انها ليلة المولد اوبعض رجب اوثامن عشر ذي الحجة اواول جمعة من رجب اوثامن شوال الذي يسميه الجهال عيد الابرار فانها من البدع التي لم يستحبها السلف ولم يفعلوها والله تعالى اعلم۔ [فتاوی کبریٰ ج ۱ ص ۳۲۲ طبع قاہرہ ۱۳۲۶]

شرعی تہواروں (عید الفطر وعید الاضحیٰ) کے علاوہ ربیع الاول کی لیلۃ المولد ہو یا رجب کی کوئی ایک رات ہو یا ذوالحجہ کی اٹھارویں رات یا رجب کا پہلا جمعہ ہو ان کو تہوار کے طور پر منانا اور اسی طرح شوال کی آٹھویں رات جس کو جاہل لوگ عید الابرار کہتے ہیں یہ سب کی سب ایسی بدعات ہیں کہ نہ سلف صالحین نے ان کو مستحب کہا ہے اور نہ ان کو اسلامی تہوار کے طور پر منایا اور نہ کوئی اہمیت دی ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ: تفسیر سورۃ العمران

پھر اسے بولنے کی اجازت دی جائے گی اور وہ اپنے اعضاء کو کہے گا تم دور ہو جاؤ تم پر اللہ کی لعنت ہو میں تو تمہیں بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ [صحیح مسلم کتاب الزهد ج ۹ جزء ۱۸ ص ۸۳ رقم الحدیث ۲۹۶۹]

آیت مبارکہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے ڈرانے کا بندے کو حکم اس لیے دیا ہے کیونکہ یہی ڈر انسان کو نیکی کی طرف راغب اور رحمت الٰہی کا مستحق بننے اور برے کاموں کے ترک کرنے کا باعث بنتا ہے۔

آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

1- یوم آخرت ایک اٹل حقیقت ہے جس کے اندر کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں

2- ہر انسان اس دن اپنے اچھے اور برے اعمال کو اپنے سامنے پالے گا۔

3- اعمال صالحہ اخروی خوشی کا باعث اور برے اعمال اخروی پشیمانی اور ذلت کا سبب ہوں گے۔

4- اللہ تعالیٰ کے ہاں چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی رائیگاں نہیں جاتا۔

5- آخرت میں اعمال کی طرح اصحاب الاعمال کا بھی وزن ہوگا۔

6- برے اعمال کو دیکھ انسان ان سے انکار کرتا ہوا اپنے اور برے اعمال کے درمیان بعد کا متمنی ہوگا۔

7- اللہ تعالیٰ کا ڈر ہی انسان کو نیکی کی طرف راغب اور برے اعمال سے روکنے کا سبب ہے۔

سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 16) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القری مکہ مکرمہ)

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ اَمَدًا بَعِيْدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝

"جس دن ہر نفس اپنی کی ہوئی نیکیوں اور برائیوں کو موجود پا لے گا اور آرزو کرے گا کاش اس کے اور اس کی برائیوں کے درمیان بہت طویل فاصلہ (دور) ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔"

<u>مشکل الفاظ کے معانی:</u>

مُحْضَرًا: موجود (سامنے)۔ سُوْءٍ: گناہ۔

تَوَدُّ: چاہے گا۔ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ: اللہ تمہیں ڈراتا ہے

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک اور رازق ہے جو ذات ان صفات عالیہ سے متصف ہو اسے جزا اور سزا کا بھی اختیار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اچھے اعمال پر جزا اور برے اعمال پر سزا کے لیے روز قیامت کو مقرر فرمایا ہے۔ انسان دنیا میں جو بھی عمل کرے آخرت میں اس کا صلہ جزا یا سزا کی شکل میں ضرور پائے گا۔ جزا کی صورت میں انسان اپنے اعمال صالحہ کو دیکھ کر خوش اور سزا کی صورت میں اپنے برے اعمال حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہوا افسوس اور پچھتاوے کے سوا کچھ نہ کر سکے گا۔

<u>اعمال صالحہ اور اخروی خوشی:</u>

نیک عمل خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو روز قیامت مسلمان کے لیے انتہائی نفع بخش ہوگا۔ عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک شخص کو الگ کر کے لوگوں کے سامنے لائیں گے پھر اس کے گناہوں کے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے ہر رجسٹر تا حد نگاہ پھیلا ہوا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

"اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا" کیا تو اس میں سے کسی گناہ کا انکار کرتا ہے۔ "اَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ" کیا میرے محافظ کاتبوں نے تجھ پر کوئی ظلم تو نہیں کیا (یا تیرے ہی اعمال لکھے) وہ کہے گا نہیں (انہوں نے تو کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ یہ تو سارے میرے ہی اعمال ہیں جو انہوں نے لکھے) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے وہ کہے گا نہیں۔ میرے پروردگار (کیسے عذر پیش کروں) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: "بَلٰى اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ" تیری تو ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پھر ایک پرچی نکالی جائے گی اس میں لکھا ہوگا "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جا کے اپنے اعمال کا وزن کروہ کہے گا "مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ" میرے پروردگار اس پرچی کا ان رجسٹروں سے بھلا کیسے موازنہ۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آج تجھ پر ظلم نہ ہوگا پھر اس کے گناہوں کے رجسٹر ایک پلڑے اور یہ پرچی ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دی جائے گی، پرچی والا پلڑا دوسرے پلڑے سے بھاری ہو جائے گا۔ (اسی لیے کہ) کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے نام کے ہم وزن نہیں

[سنن ترمذی ابواب الایمان باب ماجاء فیمن یموت وھو یشھد ان لاالہ اللہ جزء ۷ ص۲۴۰ رقم الحدیث: ۲۶۴۰]

روز قیامت جس طرح نیک اعمال میزان میں بھاری ہوں گے اسی طرح مخلص اور موحد بندوں کا بھی روز قیامت اللہ کے ہاں مقام و مرتبہ بلند ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں درخت سے مسواک اتارنے کے لیے کہا اور وہ اپنے متعلق خود فرماتے ہیں۔

اَنَّهٗ كَانَ دَقِيْقَ السَّاقَيْنِ فَجَعَلَتِ الرِّيْحُ تَكْفَؤُهٗ فَضَحِكَ الْقَوْمُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّ تَضْحَكُوْنَ؟ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُمَا اَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنْ اُحُدٍ۔

عبداللہ بن مسعودؓ کی پنڈلیاں باریک تھیں ہوا چلی اور وہ ڈگمگانے لگے صحابہ

کرام یہ منظر دیکھ کر ہنسنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کی کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی باریک پنڈلیوں کی وجہ سے ہم ہنس پڑے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم میزان میں یہ پنڈلیاں (روز قیامت) ...

... اسلام

... ۲۹

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ... ﷺ نے فرمایا: "مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ خُلُقٍ حَسَنٍ" روز قیامت میزان میں رکھی گئی سب سے بھاری چیز اچھا اخلاق (کردار) ہوگی۔

[مسند امام احمد ج ٦ ص ٤٤٦ و الموسوعة الحديثة مسند الامام احمد بن حنبل ج ٤٥ ص ٥١٠]

برے اعمال اور اخروی پریشانی:

روز قیامت جب انسان اپنے برے اعمال کی طرف نظر دوڑائے گا تو اس وقت سوائے پچھتاوے کے اور کچھ نہ کر سکے گا۔ بدعمل اور نافرمان انسان کو سخت سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کسی بھی انسان کو اس کا مال و متاع، حسب و نسب، عہدہ اور ترقی اللہ کے دربار میں بچا نہ سکے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ تو انسان کے مال کی طرف دیکھتے ہیں اور نہ ہی کسی کا جاہ و جلال اس کو متاثر کر سکتا ہے اور نافرمان کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ "فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا" قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک موٹا تازہ اور طاقتور نافرمان آدمی پیش ہوگا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا وزن مچھر کے پر برابر نہ ہوگا اور آپ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو پڑھو۔ ہم قیامت کے دن ان کے لیے ترازو ہی قائم نہ کریں گے۔ [صحیح البخاری کتاب التفسیر باب اولئك الذين كفروا بايت ربهم ولقائه وحبطت اعمالهم الاية۔ ج ۳ ص ۱۷۵۹ رقم الحديث: ۴۴۵۲]

مصیبت اور پریشانی کے عالم میں جب کسی گناہ گار کو اس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا اور جہنم میں پھینکنے کا حکم جاری ہوگا تو وہ چیخ چیخ کر کہے گا: يَلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَبِيَهْ ۝ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يَلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَا أَغْنَى عَنِّي مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَنِيَهْ ۝ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۝ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ۝

کاش مجھے میرا اعمال نامہ ملتا ہی نہ اور میں اپنے حساب کی کیفیت کو جانتا نہ کاش کہ وہ دنیاوی موت ہی کام تمام کر دیتی (اور میں دوبارہ قبر سے نہ اٹھایا جاتا) میرا مال تو میرے کسی کام نہ آیا اور نہ ہی میرا عہدہ اور سلطنت میرے پاس باقی رہی (حکم ہوگا) اس (نافرمان) کو پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا کر دوزخ میں دھکیل دو پھر اسے اسی زنجیر میں جکڑ دو جس کی لمبائی ستر گز کے قریب ہے کیونکہ اس کا قصور یہ تھا کہ "إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝ حقیقتاً اس کو اللہ بزرگ و برتر پر حقیقی معنی میں کامل یقین نہ تھا اور وہ (نہ خود مسکین کو کھانا کھلاتا اور نہ ہی) دوسروں کو اس کی رغبت دلاتا۔ [سورہ الحاقة پارہ ۲۹ آیت ۲۵ تا ۳٤]

كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَلِدُونَ۔ "تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ"

یوم الجزاء ایک ایسی حقیقت ہے جس سے ہر انسان کو سامنا کرنا پڑے گا جن لوگوں نے اس دنیا میں رہتے ہوئے اعمال صالحہ کیے وہ اپنے اعمال نامے کو دائیں ہاتھ پا کر بہت خوش ہوں گے اور خوشی کے عالم میں لوگوں سے کہیں گے هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَبِيَهْ آؤ تم میرے اعمال کو پڑھو اور ان اعمال کا پڑھنا ان کے لیے خوشی کی زیادتی اور مزید عزت افضائی کا سبب ہوگا۔ اس کے برعکس وہ لوگ جن کو ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملتے ہی ان کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ ان کے چہرے سیاہ اور ان کی آنکھیں نیل گوں ہو جائیں گی اور وہ زبان سے کہیں گے کہ کاش آج ہمیں یہ اعمال نامے پیش نہ کیے جاتے اور وہ آہ و زاری کریں گے کہ کاش آج ہمارے اور ان کے برے اعمال کے درمیان بہت ہی دوری ہوتی نہ ہم ان اعمال کو دیکھتے اور نہ ہمیں ایسی ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا۔

بندے کا اپنے رب سے مکالمہ:

انسان اپنے برے اعمال کو دیکھنے کے باوجود اپنی ان سیاہ کاریوں کا انکار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوگا کہ یا اللہ تو مجھے ظلم سے محفوظ نہ رکھے گا؟ جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہم کسی پر بھی ظلم نہیں کرتے۔ بندہ کہے گا یا اللہ آج کے دن میں اپنے نفس پر اپنی ذات کی گواہی کے سوا کسی کی شہادت قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ فَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ انْطِقِي فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ قَالَ ثُمَّ يُخَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُولُ بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أُنَاضِلُ"۔

اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء کو بولنے کا حکم دیا جائے گا ہر عضو بول کر بتلائے گا کہ اس نے میرے ساتھ یہ گناہ کا کام کیا تھا۔ [بقیہ صفحہ: 8]

شاہِ اربل کا تحفہ!

عبدالرحمن عزیز الہ آبادی

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ، امابعد

ماہ ربیع الاول کو اکثر لوگ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ولادت باسعادت کے سلسلہ میں محافل وجلوس کا انعقاد کرتے ہیں اور آپ کے مولود مسعود پر اظہار مسرت اور اس دن اذکار واستغفار، صدقہ وخیرات، خوب چراغاں کرنے اور بہترین کھانا پکانے کو باعثِ برکت تصور کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام اعظم حضرت محمد ﷺ تمام مخلوقات سے برتر وافضل سید ولد آدم، خاتم النبیین اور بعد از خدا بزرگ وہی قصہ مختصر ہیں۔

لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان محافل وجلوس کا انعقاد واہتمام اظہار تشکر کی بنا پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا ہے یا تابعین، تبع تابعین (ائمہ کرام) سے ان محافل کے انتظام وانصرام اور شمولیت کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟

کیونکہ یہ لوگ محبت رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ میں تمام لوگوں سے زیادہ حریص ومشتاق تھے۔ اگر ان لوگوں سے اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تو پھر ہمیں کیا حق حاصل ہے کہ ہم ان کے کردار وفرامین سے روگردانی کرکے ایسی محافل منعقد کریں، جس کے انعقاد اور شمولیت سے ان حضرات نے سختی سے منع فرمایا ہو۔ پھر ولادت باسعادت کے دن اظہار مسرت کا نام محبت رسول ﷺ نہیں، بلکہ محبت رسول ﷺ، اتباع رسول ﷺ میں ہے۔

تاریخی شہادت:

کتب احادیث وتواریخ کی ورق گردانی سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ محفل میلاد سن ہجری کے چھ سو سال بعد ایجاد ہوئی۔ صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ اربعہ کے دور میں بالکل ناپید ہے۔ چنانچہ تاریخ کی معتبر کتاب تاریخ ابن خلکان میں اس کی شہادت موجود ہے کہ سن ۵۸۶ ہجری میں سلطان صلاح الدینؒ نے ابوسعید کوکبوری الملقب بہ ملک المعظم مظفر الدین المتوفی ۶۳۰ھ کو شہر اربل کا گورنر مقرر کیا۔ یہ بادشاہ نہایت مُسرف، بے دین اور عیاش تھا۔ محفل میلاد سب سے پہلے اس نے ایجاد کی، جو آج بھی دنیا کے اکثر حصوں میں مروّج ہے۔

تفصیل:

تاریخ ابن خلکان میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ شاہ اربل سعادت سے کوسوں دور اور شقاوت سے بھرپور تھا، فسق وفجور کا بازار ہر وقت گرم رکھتا تھا اور مجلس مولود کو ہر سال نہایت شان وشوکت سے مناتا تھا۔

جب شہر اربل کے قریب وجوار پہ خبر پہنچی کہ شاہِ اربل نے ایک مجلس قائم کی ہے، جس کو وہ بڑی عقیدت مندی اور شان وشوکت سے انجام دیتے ہیں۔ تو بغداد، موصل، جزیرہ سجاوند اور دیگر بلادِ عجم سے گویئے، شاعر اور واعظ، بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے بمعہ آلات لہو ولعب ماہ محرم الحرام سے ہی شہر اربل میں آجاتے اور قلعہ کے نزدیک ایک ناچ گھر ان کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ جس میں کثرت سے قبے اور خیمے تھے۔ شاہ اربل بھی ان خیموں میں آتا گانا سنتا اور کبھی کبھی مست ہوکر ان گویوں، بھانڈوں کے ساتھ خود (علامہ ابن جوزیؒ نے بھی اپنی تاریخ مراۃ الزمان میں اشارہ کیا ہے: ویرقص نفسہ [مراۃ الزمان]) بھی رقص کرتا۔ ماہِ صفر سے ہی مجلس مولود کی تیاریاں شروع ہوجاتیں اور ماہ ربیع الاول کو مولود منایا جاتا اور شاہی قلعہ سے اونٹ، گائے اور بکریاں ناچ گھر کے مذبح خانے میں اس قدر ذبح کی جاتیں کہ الامان والحفیظ۔

جب اس محفل کا ہر سو چرچا ہوا تو الناس علی دین ملوکھم کے تحت ضعف ایمان کے ہیرو خوشامدی ٹٹو بن گئے اور ابن وحیہ جیسے احمق اور خبیث اللسان نے اس کی تائید میں رسالہ "التنویر فی مولود السراج المنیر" لکھ کر شاہ اربل سے ایک ہزار اشرفی انعام لیا۔ تفصیل کے لیے ابن خلکان ص ۴۳۶ و ۴۳۷ ج ا ملاحظہ ہو۔

وما افسد الدین الا الملوک

احبار سوء ورھبانھا

ابن وحیہ کے متعلق ائمہ دین کے ارشادات:

یہ تھا شاہ اربل کا گرانقدر تحفہ جس کو نام نہاد مسلمانوں نے شرعی مقام بخشا اور ہر سال اس بدعت کی ترویج میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

آئیے! شاہِ اربل کے اس گرانقدر تحفے کو شرعی مقام بخشنے والے ابن وحیہ کے متعلق ائمہ دین اور محدثین کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ ابن وحیہ نہایت متکبر، گستاخ، ائمہ دین اور محدثین پر سب وشتم کرنے اور ان کی عیب جوئی میں بڑا بےباک تھا۔ [لسان المیزان ج۴ ص ۲۹۲]

2۔امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ "ان ابا الخطاب ابن وحیہ ... بنعل ذلك و كانه الذى وضع الحديث فى قصر المغرب"
(تقریب کی شرح تدریب) یعنی ابن وحیہ بڑا وضاع الحدیث تھا، مولود کے متعلق جھوٹی روایات بنا کر لوگوں کو سناتا۔

3۔قاضی واصلؒ فرماتا ہے کہ ابن وحیہ حدیث بیان کرنے میں بے تکی اور الکل بچو سے کام لیتا تھا۔[لسان المیزان ج ۴ ص ۲۹۴]

4۔امام ابن نقطہؒ فرماتے ہیں کہ انه كان يدعى اشياء لاحقيقة لها یعنی ایسی چیزوں کا دعویدار تھا جن کی کوئی حقیقت نہ تھی [لسان الميزان ج ۴ ص ۲۹۳]

5۔امام ابن عساکرؒ فرماتے ہیں کہ ابن وحیہ حدیث نبوی ﷺ میں کذب بیانی اور بے اصل بات کہنے میں بے باک تھا۔ [لسان الميزان ج ۴ ص ۲۹۷]

6۔علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے لسان المیزان میں ج ۴ ص ۲۹۶ پر ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ امام علی بن حسن اصبہانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن وحیہ کا ہمارے شہر سے گزر ہوا۔ اس نے اپنے تئیں بڑا محدث، فقیہ، ادیب مفسر اور متقی و پرہیز گار ظاہر کیا اور میرے والد صاحب نے ان کی خوب تواضع کی۔

اتنے میں ابن وحیہ نے ایک جانماز نکالا اور چوم کر کہا کہ خدا کی قسم اس جانماز پر میں بیت اللہ میں ہزار سے زیادہ نفل نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھ چکا ہوں اور بارہا اس مصلی پر بیٹھ کر قرآن مجید ختم کیا ہے۔ والد صاحب نے وہ مصلی ابن وحیہ سے خرید لیا۔ اسی دن اصبہان سے عصر کے بعد ایک شخص والد صاحب کے پاس آیا۔ اتفاقاً ابن وحیہ کا ذکر بھی آ گیا، نووارد نے کہا کہ کل ابن وحیہ نے بڑا قیمتی مصلی بازار سے خریدا ہے۔ والد صاحب نے وہی مصلی پیش کر دیا جس کے متعلق ابن وحیہ نے حلفاً کہا تھا کہ "میں نے اس مصلی پر ایک ہزار رکعت اور بارہا قرآن مجید بیت اللہ میں بیٹھ کر ختم کیا ہے۔ اس شخص نے دیکھتے ہی کہا: قسم بخدا یہ وہی جانماز ہے۔ والد صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس کی یہ چالاکی اور کذب بیانی دیکھ کر دنگ رہ گئے اور اس کو اپنی نظروں سے گرادیا۔

اب یہ بات واضح ہوگئی کہ عید میلاد النبی ﷺ کے جواز کا فتوی دینے والا ابن وحیہ پیٹ پرست، خوشامدی، کذاب، وضاع الحدیث اور خبیث اللسان تھا۔ کیا ایسے دروغ گو اور ہرزا سرا مولوی کا فتوی شرع محمدی ﷺ میں قابل حجت اور قابل سند بن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید ہرگز بمنزل نخواہد رسید (سعدیؒ)

اب محفل میلاد کے متعلق ائمہ دینؒ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

<u>محفل میلاد بدعت ہے:</u>

1۔امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: ان اصل المولد بدعة لم ينقل عن احد من السلف الصالح فى قرون الثلاثه.
محفل میلاد دراصل بدعت ہے جس کا ثبوت صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے نہیں ملتا۔

2۔قال عبد الرحمن المغربى عن الحنيفة فى فتاوئه ان عمل المولود بدعة لم يقل ولم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والائمة. علامہ عبدالرحمن حنفیؒ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ محفل میلاد بدعت ہے نہ اسے حضورؐ نے فرمایا اور نہ ہی صحابہ کرام اور ائمہ اربعہ نے اس طرف توجہ کی اور نہ کسی کو کرنے کی اجازت دی۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

3۔ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبدالمجید مالکیؒ نے تکملة التفسير میں لکھا ہے کہ مايهتم لعمل المولد فى الربيع الاول بدعة فيليق ان ينكر على مايهتم به۔ جو مجلس میلاد ربیع الاول کے مہینہ میں رچائی جاتی ہے یہ صریح بدعت ہے اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسی محافل میں شرکت نہ کریں۔

4۔علامہ شرف الدین احمد حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ ان مايعمل بعض الامراء فى كل سنة احتفلا لمولده فمع اشتماله على التكلفات الشنيعة بنفسه بدعة احدثه من يتبع هواه ولا يعلم مالمره صاحب الشريعة ونهاه۔ بعض لوگ ہر سال آپ ﷺ کی ذکر ولادت کے متعلق جو محافل قائم کرتے ہیں وہ سراسر بدعت ہے۔ اس کے موجد خواہشات نفسانیہ کے پابند اور احکام شریعت سے بالکل بے خبر تھے۔ انہیں کوئی علم نہیں کہ صاحب شریعت نے کس چیز کا حکم دیا ہے اور کس چیز سے منع کیا ہے؟

5۔علامہ ابن الحاج مالکیؒ نے اپنی کتاب "مدخل" میں اس کو بدعت لکھا ہے اور اس کے جملہ امور کو خلاف شرع گردانا ہے۔[مدخل]

6۔علامہ علاء الدین شافعیؒ فرماتے ہیں کہ محفل میلاد بدعت ہے۔

[شرح البعث والنشور]

7۔علامہ تاج الدین فاکہانیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں میلاد کی محفل کے متعلق کوئی دلیل نہیں ملی۔ صحابہ کرام اور ائمہ اسلام سے بھی اس کے متعلق جواز کا فتوی منقول نہیں مل سکا۔ بلکہ یہ ایک بدعت ہے جس کو شکم پرور اور نفس پرست لوگوں نے ایجاد کیا۔ تفصیل کے لیے "الحاوی للفتاوی سیوطی ص ۲۹۴ تا ۲۹۶ ملاحظہ فرمائیں۔ (عزیز الہ آبادی)

8۔علامہ محمد بن ابی بکر الحر وحیؒ "کتاب البدع والحوادث" میں رقم طراز ہیں: ومن المنكرات القبيحات والمكروهات الفضيحة فى هذه الاعصار ما يعمل بمولد النبى وما هلك امته من امر المرسلين الابابتداء فى الدين.

تمام برائیوں اور گمراہیوں سے بڑھ کر برائی اور گمراہی فی زمانہ مجلس میلاد کا قیام ہے اور سابقہ امتوں کی تباہی صرف بدعت کی وجہ سے ہوئی ہے۔

9۔امام نصیر الدین شافعیؒ سے محفل میلاد کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس کا کرنا سلف صالحینؒ سے منقول نہیں بلکہ یہ مجلس عہد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے بعد برے زمانہ میں رائج ہوئی، جو کام انہوں نے نہیں کیا ہمیں اس کام کو کر کے بدعتی بننے کی کیا ضرورت ہے؟ دیکھئے کتاب شرح الھیہ تلك عشرة كاملة

ان ارشادات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جو کام عہد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں ناپید و مفقود ہو، اس کو ایجاد کرنا اور فروغ دینا بدعت ہے اور ایسے کام کرنے والے کا کوئی عمل بارگاہ ایزدی میں مقبول نہیں اور ایسے اشخاص کی حوض کوثر سے بھی محرومی ہوگی اور سید الانبیاء ﷺ کی زبان مبارک سے یہ صدا آئے گی

سحقا سحقا لمن غير بعدی. (الحدیث) دین میں نئے امور کو فروغ دینے والوں کے لیے جہنم ہے ان کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔

محترم قارئین! عید میلاد النبی ﷺ میں بھرپور حصہ لینے اور مال و دولت کو ضائع کرنے کا نام حب النبی ﷺ نہیں، بلکہ اس میں سید الانبیاء ﷺ کے ساتھ مذاق ہے۔ اگر اس دن کو منانا ثابت ہوتا تو صحابہ کرام جیسی جانثار جماعت اس سعادت سے کیوں محروم رہی؟ تابعین اور تبع تابعین اس نیکی سے کیوں محروم رہے؟ جن کی زندگیاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ایماء پر بسر ہوئیں مگر انہوں نے ہر اس کام سے گریز کیا جس پر ہادئ برحق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر نہ تھی۔

لو كان حبك صادقا لاطعته   ان المحب لمن یحب مطيع

واقعہ تین اشخاص:

تین اشخاص پیغمبر علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے پاس آئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت کے متعلق دریافت کیا، جب ان کو عبادت کی کیفیت بتائی گئی تو انہوں نے اپنے خیال میں اس عبادت کو حقیر جانا اور تینوں نے علی الترتیب یہ بیان دیا کہ

۱۔ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور ناغہ نہ کروں گا۔

۲۔ میں تمام رات عبادت کروں گا (نماز پڑھوں گا) اور نیند نہ کروں گا۔

۳۔ میں شادی نہ کروں گا، کیونکہ اہل و عیال عبادت میں رکاوٹ کا باعث بن سکتے ہیں۔

جب ہادئ برحق ﷺ گھر تشریف لائے اور آپ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: تم سب سے زیادہ میں پرہیزگار ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں اور رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور نیند بھی کرتا ہوں، شادیاں بھی کی ہیں۔ یاد رکھو! جس شخص نے میرے طریقے سے روگردانی کی اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ [مشکوۃ ج ۱ ص ۲۷]

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ نماز روزہ افضل ترین عبادت ہے۔ مگر! اسوۂ محمدی ﷺ کے خلاف ان کی ادائیگی وبال جان ہے۔

فافهم وتدبر ولاتكن من الغافلين.

واقعہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ:

اسی طرح صاحب مشکوۃ نے کتاب الجہاد میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ ان کو فوج کے ہمراہ ایک مہم پر جانے کا حکم ہوا۔ پیغمبر کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنے کی نیت سے حضرت عبداللہؓ نے فوج کو علی الصبح روانہ کر دیا اور خود نہ گئے، جمعہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے ابن رواحہؓ کو دیکھ کر فرمایا: اے عبداللہ! تو نے فلاں فوج کے ساتھ جانا تھا؟ یہاں ٹھہرنے کا کیا مقصد؟ تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے عرض کی! آپ کی اقتداء میں جمعہ پڑھنے کے شوق سے رہ گیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! اپنے خیال اور مرضی سے کی ہوئی نیکی قبول نہیں۔ اگر روئے زمین کی تمام دولت تیرے قبضہ میں آ جائے اور تو اس کو راہ خدا میں صرف کر دے، پھر بھی تو ان لوگوں کے ثواب اور مرتبہ کو نہیں پا سکتا جو میرا فرمان سن کر روانہ ہو گئے تھے۔ [مشکوۃ ج ۲ ص ۳۴۰ مطبوعہ نور محمد کراچی]

قارئین! غور فرمائیں کہ نماز جمعہ کی ادائیگی سے ہفتہ عشرہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور پھر مسجد نبوی ﷺ میں ایک جمعہ ادا کرنے سے ایک ہزار جمعوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اور پھر سید الانبیاء ﷺ کی اقتدا میں تو نور علی نور ہے۔

لیکن آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! روئے زمین کی تمام دولت راہ خدا میں خرچ کرنے سے بھی وہ ثواب اور مرتبہ نہیں مل سکتا جو میرا اشارہ پا کر عمل کر چکے ہیں۔ اللهم وفقنا لما تحب وترضى۔

بدعت کی تعریف:

بدعت کی تعریف، امام نوویؒ نے شرح مسلم ص ۲۸۵ پر یوں کی ہے:

كل شئی عمل علی غير مثال سابق. اور مختار الصحاح ص ۳۲ پر ہے:

فالبدعة عبارة عن طريقه فی الدين مخترعة تضاهی الشرعية يقصد بالسلوك عليها المبالغة فی التعبدلله سبحانه.

خلاصہ یہ ہے کہ "بدعت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو دین میں نئی ایجاد کی گئی ہو اور کتاب و سنت میں اس کا اصل نہ ہو۔"

محترم قارئین! عید میلاد النبی ﷺ، موجودہ دور کی بدعت ہے

جس کا وجود ۶۰۰ھ تک ناپید ہے اور ۶۰۴ھ کے بعد ایک مسرف... اور عیاش بادشاہ نے اس کو ایجاد کیا۔ یہ تحفہ مسلمانوں کے قلوب وجنان میں اتنا بلند مقام حاصل کر گیا ہے کہ نام نہاد مسلمانوں نے اور پیٹ پرست ملاؤں نے اس کو تیسری عید تصور کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق فرمائے اور بدعات وخرافات سے جملہ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء:

۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ماہِ محرم میں دسویں تاریخ کا اور ماہِ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کی عظمت کا ثبوت قرآن وحدیث، صحابہ، تابعین، ائمہ اربعہ اور محدثین سے ہے یا نہیں؟

۲۔ ماہِ ربیع الاول کی بارہ تاریخ اور محرم کی دسویں تاریخ کو تمام دن کا کاروبار بند کرنا اور اس کی عظمت سمجھنا اور اس دن محفل میلاد کرنا کیا وقعت رکھتا ہے؟ اس دن کی عظمت اور محفل میلاد کرنے کا ثبوت قرآن وحدیث، صحابہ کرام، تابعین، ائمہ اربعہ اور محدثین سے ہے یا نہیں؟

۳۔ ماہِ ربیع الاول میں شریعت مطہرہ سے محفل میلاد کرنے کا ثبوت ہے یا نہیں؟

جواب:

دنیا کا کاروبار بند کرنا مسلمانوں کے لیے بغرض اظہار غم عاشورہ کے روز بھی شرعاً قرآن وحدیث، اجماع، قیاس میں کسی ایک دلیل سے بھی ثابت نہیں۔

اس بندش پر بارہویں ربیع الاول کی بندش کو قیاس کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

خلفائے راشدین وائمہ اربعہ وسلف صالحین کے زمانہ میں اس بارہویں تاریخ میں دنیا کے کاروبار بند رکھنا ثابت نہیں ہے اور اسی طرح محفل میلاد کا منعقد کرنا بھی مروج طور پر ثابت نہیں اور شرعاً کسی میت پر تین روز سے زائد صدمہ کا اظہار کرنا جائز نہیں، ماسوا بیوہ عورت کے کہ اس کے لیے چار مہینے دس دن مقرر ہیں۔ ان ایام میں زینت اور آرائش نہ کرے۔ لیکن دنیاوی ضروری کام کے ترک کردینے کا حکم شرعی اس کے لیے بھی نہیں۔ تو آنحضرت ﷺ کے وصال کی بارہویں تاریخ کے روز اگر اس زمانے میں دنیاوی کاروبار اور بازار بند کرنا جائز ہوتا یا کردیا جائے گا تو چند سال کے بعد عوام اس حکم کو شرعی اور ضروری ٹھہرانے کی وجہ سے گنہگار اور گمراہ ہوں گے اور ایسا کام جو ذریعہ معصیت ہو تو وہ بھی ناجائز وگناہ ہوتا ہے۔

اجابہٗ وکتبہٗ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی (حنفی)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (حنفی) الجواب الصحیح محمد ابراہیم عفی عنہ (حنفی)
محمد شفیع عفی عنہ دہلی (حنفی) ابویحییٰ عبداللطیف صدر بازار دہلی (اہلحدیث)
محمد میاں دہلی (حنفی) محمد جوناگڑھی دہلی (اہلحدیث)
عبدالسلام مدرسہ میاں صاحب (اہلحدیث)

[فتویٰ درج بالا نقل کردہ از اخبار اہل حدیث امرتسر مجریہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ج ۳۵ ش ۲۹، ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء]

☆......☆......☆

ذوالحلیفہ
انٹرنیشنل ٹریول اینڈ ٹورز (خدمات حج وعمرہ کا با اعتماد ادارہ)
چیف ایگزیکٹو حافظ عبدالرحیم مغل
ذوالحلیفہ حج وعمرہ ٹریول کی طرف سے
یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔
سپیشل آفر

تعداد بیڈ	مکمل ٹرانسپورٹ مکمل زیارات 28 راتیں	مکمل ٹرانسپورٹ مکمل زیارات 21 راتیں	مکمل ٹرانسپورٹ مکمل زیارات 14 راتیں	جدہ سے مکہ ٹرانسپورٹ 14 راتیں
بیڈ 6-4	18000 روپے	15500 روپے	13500 روپے	9000 روپے
بیڈ 3	19500 روپے	17000 روپے	15000 روپے	10500 روپے
بیڈ 2	21000 روپے	18500 روپے	16500 روپے	12000 روپے

99۔ ریلوے روڈ، نزد گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی، لاہور
رابطہ: 0300-6996215 / 0321-4114174

باباجی سلیمان میر محمدی کا سانحہ ارتحال

دنیا ایک دارالامتحان اور ابتلاء کا نام ہے، یہاں کسی کو بھی بقاء نہیں، جو بھی آیا، اپنے مقررہ وقت پر دارفانی سے دارالبقاء کی طرف رخصت ہوگیا۔ اسی طرح 19 فروری 2010ء بروز جمعۃ المبارک کو باباجی سلیمان میر محمدیؒ انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون٥

باباجی سلیمانؒ نیک سیرت، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ملنسار، مہمان نواز، خوش اخلاق انسان تھے۔ باباجی مرحوم نے تقریباً 30 سال تک مسجد چیچیانوالی میں خادمیت کے فرائض سرانجام دیے۔ مرحوم کے دو جنازے ادا کیے گئے، ایک مسجد چیچیانوالی لاہور میں اور دوسرا انکے آبائی گاؤں میر محمد میں حافظ محمد اسماعیل عزیز میر محمدی نے پڑھایا۔ نماز جنازہ میں قاری صہیب احمد، قاری سلمان احمد، حافظ طارق ودیگر قارئین نے شرکت فرمائی۔ مرحوم نے اپنے لواحقین میں ایک بیٹا حکیم محمد صدیق اور بیوہ سوگوار چھوڑے ہیں۔ علماء سے التماس ہے کہ مرحوم کی مغفرت کے لیے خصوصی طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین [شریک غم: وقار عظیم بھٹی، لاہور 0300-8065906]

شان نزول اور اس کی معرفت کے فوائد

الشیخ خالد عبد الرحمن العك
تلخیص و ترتیب: حافظ عثمان فارقی

شان نزول کی اہمیت: 1۔امام ابن دقیق العید فرماتے ہیں:

بیان سبب النزول طریق قوی فی فهم معانی القرآن۔

قرآن سمجھنے کے لیے شان نزول کا بیان ایک مضبوط راستہ ہے۔

2۔شیخ الاسلام تقی الدین فرماتے ہیں:

معرفة سبب النزول یعین علی فهم معانی الآیة۔

اسباب نزول کی معرفت آیت کے مفہوم کے لیے مددو معاون ہے۔

3۔حافظ سیوطی شان نزول کی معرفت کے فوائد ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

ا۔منها معرفة الحكمة الباعثة الشريعة على تشريع الحكم۔

شرعی احکام کا باعث بننے والی چیز کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔

ب۔ومنها الوقوف على المعنى وازالة الاشكال۔

معنی میں سوجھ بوجھ حاصل ہوتی ہے اور اشکال زائل ہوتا ہے۔[الانفاق 19/1]

شان نزول کی معرفت کے فوائد:

☆شان نزول کی معرفت ایک ایسا علم ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں سورت کب اور کہاں نازل ہوئی۔ ☆قرآنی تفسیر میں پختگی حاصل ہوتی ہے

☆شریعت کے نازل کردہ احکام کی حکمت کا ادراک ہوتا ہے۔

☆قرآن کے معانی کا استنباط ہوتا ہے۔

شان نزول کی معرفت کے بغیر قرآنی تفسیر ناممکن ہے:

کیونکہ یہ تفسیر کے علوم کی ایک اہم قسم ہے جس کے بغیر مجمل کی وضاحت اور کسی بھی مخفی امر کا اظہار ناگزیر ہے۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ جب میں بچہ تھا اس وقت میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ کا اللہ تعالیٰ کے اس قرآن (ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما) کے بارے میں کیا خیال ہے کہ آدمی اگر صفا مروہ کا طواف نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس سے مراد یہ ہرگز نہیں۔ وگرنہ آیت یوں ہوتی فلا جناح عليه أن لا يطوف بهما نیز فرمایا یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی وہ منات کے لیے تہلیل کہتے تھے اور صفا مروہ کا طواف گناہ سمجھتے تھے۔ اسلام کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی بابت کے متعلق پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

آیات قرآنی کے نزول کی وجوہات: اللہ وحدہ لاشریک نے 23 برس کے عرصہ میں قرآن کریم کو نبی کریم ﷺ پر نازل کیا۔ یہ قرآن آپ پر وقفے وقفے سے نازل ہوا اور اس کے نزول کے دو بڑے اسباب ہیں:

1۔عام 2۔خاص

عام: اس مقصد عقیدہ، شریعت، احکام، اور اخلاق میں لوگوں کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی ہے۔

خاص: زمانہ نبوی ﷺ میں واقعات وحوادث کے بارے میں رہنمائی۔

شان نزول کی اقسام: قرآنی آیات کے شان نزول کی پانچ اقسام ہیں:

1۔وہ قسم جس کے علم پر قرآنی آیات کا علم موقوف ہو اور کسی بھی مفسر کے لیے اس پر بحث کرنا ضروری ہو، کیونکہ اسی کی بناء پر قرآن کے مبہمات کی تفسیر کی جاتی ہے۔ مثلاً "قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها" اور "يا ايها الذين امنوا لاتقولوا راعنا"

2۔وہ شرعی احکام جن کے ثبوت کے لیے واقعات سبب بن جائیں، جبکہ یہ واقعات مفصل بھی ہوتے ہیں، عموم، خصوص اور تقیید کے اعتبار سے آیت کے مدلول کے مخالف بھی نہیں ہوتے ہاں! جب مثالیں ذکر کی جائیں تو وہ مثالیں مذکورہ نازل کردہ آیت کے نزول کے مطابق ہو جائیں گی۔ مثلاً عویمر عجلانی کی حدیث جن کے بارے میں لعان کی آیت نازل ہوئی۔ اسی طرح کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "من كان منكم مريضا أوبه أذى رأسه ففدية من صيام" کعب فرماتے ہیں: یہ آیت میرے لیے خاص ہے اور تمہارے لیے عام ہے، اسباب نزول کی اس قسم میں بحث سوائے معنوی مفہوم کے فائدہ نہیں ہے۔

3۔ایسے واقعات جن کی بہت سی مثالیں بھی موجود ہیں لیکن اس قسم کی آیات کسی شخص کے ساتھ خاص نہیں ہوتیں، مفسرین وغیرہ کا معمول ہے کہ وہ فرمائیں گے کہ یہ آیت فلاں فلاں شخص کے بارے میں نازل ہوئی تو اس وقت ایک خاص حالت مراد ہوتی ہے۔ مثلاً عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من حلف على يمين صبر يقتطع بها مال امرئ لقي الله وهو عليه غضبان" [صحیح بخاری کتاب المساقاة ۲۰۴۹] جس شخص نے کسی کا مال غصب کرنے کے لیے (جھوٹی) قسم اٹھائی تو جب وہ اللہ سے ملے گا تو اللہ اس سے غصے ہوگا۔ اس کی تفسیر کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا" آخر کار اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا ابو عبدالرحمٰن نے تمہیں کیا بیان کیا ہے تو صحابہ کے

ہلانے پر فرمایا: یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [illegible] مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے عام معنی مراد لیا ہے [illegible] تصدیق کے لیے نازل ہوئی ہے جبکہ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اور انہوں نے اسے ایک خاص جہت سے مراد لیا ہے اور صیغہ حصر سے فرمایا کہ میرے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے۔

4۔ چوتھی قسم ایسے واقعات پر مشتمل ہے جس کے سیاق وسباق سے متعلق قرآن کی بہت سی آیات موجود ہوں چنانچہ سلف کی بعض گفت وشنید اس چیز کی طرف دلالت کناں ہوتی ہے کہ ان آیات سے یہی واقعات مراد ہیں۔ جبکہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ یہ واقعات ان آیات کے معانی پر دلالت کررہے ہوتے ہیں۔ یہ قسم (چوتھی) اسباب نزول پر صحابہ کے مابین اختلاف پر اشارہ کناں ہے۔

حافظ سیوطی رقمطراز ہیں: صحابہ اکرام اور تابعین کا طریقہ کار ہے کہ جب وہ کہیں کہ یہ آیت فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو مراد ہوگا کہ اس کے حکم کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے نہ کہ اس کا شان نزول مراد ہوگا۔

5۔ پانچویں قسم ایسے واقعات پر مشتمل ہے جن میں مجمل کی تفسیر اور مشابہات کو زائل کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "ومن لم یحکم بما أنزل الله فأولئك هم الكفرون" اگر کوئی یہ گمان کرے کہ اس مقام پر "من" شرط کے لیے ہے تو ذہن میں اشکال پیدا ہوگا کہ فیصلہ میں زیادتی کفر کا سبب کیونکر ہوسکتی ہے لیکن جب یہی شخص اس آیت کے شان نزول کے بارے میں علم رکھتا ہوتو اسے پتہ ہوگا کہ "من" موصولہ ہے اور اس کے علم سے بعید نہیں کہ جن لوگوں نے انجیل کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا اگر وہ محمد ﷺ کے ساتھ کفر کرتے ہیں تو یہ کوئی تعجب والی بات نہیں۔ اسی طرح کی حدیث عبداللہ بن مسعودؓ کی ہے: کہ جب آیت: الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم "نازل ہوئی تو صحابہ نے سمجھا کہ ظلم سے مراد 'نافرمانی' ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم نے لقمان کا قول اپنے بیٹے کے لیے نہیں سنا۔ "ان الشرک لظلم عظیم" کہ ظلم سے مراد نافرمانی نہیں بلکہ شرک ہے۔

شان نزول کی معرفت نہ ہونے کے نقصانات:

نزول کی معرفت سے نا آشنا ہونا دو طرح کے نقصانات کا پیش خیمہ ہے۔

ا۔ کلام عرب کی معرفت تو درکنار قرآن کا اعجاز مفقود ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اس کا دارومدار شان نزول کی معرفت پر بھی منحصر ہے کیونکہ ایک لفظ کے کئی معانی ہوتے ہیں جیسا کہ "استفہام" یہ تہدید، تعجیز اور اشباہ وغیرہ کے لیے مستعمل ہے اور اس کے مقصود معنی کی وضاحت کسی خارجی امور (شان نزول کی معرفت) کے بغیر ناممکن ہے، اس لیے جب قرآنی کلام کا ایک حصہ معنی مفقود ہوگیا تو پورا کلام ہی مفقود ہوجائے گا۔

ب۔ شان نزول سے جہالت مندرجہ چیزوں کا سبب بنتی ہے۔ شبہ، اشکال، قرآن کی ظاہر نصوص میں اجمال اور یہی چیزیں اختلاف ونزاع کا موجب بنتی ہے۔ اس کی وضاحت ابوعبید کی اس روایت سے ہوتی ہے جو انہوں نے ابراہیم التیمی سے نقل کی ہے کہ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ اکیلے میں یہ بات دہرا رہے تھے کہ یہ امت، اختلاف کا شکار کیسے ہوسکتی ہے۔ جبکہ اس کا قبلہ بھی ایک ہے اور نبی بھی ایک ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: امیر المومنین قرآن ہم پر نازل کیا گیا ہے اور ہم اس کو پڑھتے ہیں اور ہم اس کے ''اسباب نزول کی معرفت'' پر دسترس رکھتے ہیں اور عنقریب ایسی قومیں وقوع پذیر ہونے والی ہیں جو قرآن تو پڑھیں گی لیکن اسباب نزول کی معرفت سے نا آشنا ہونگی۔ اپنی رائے کو استعمال کریں گی اور اختلافات کا شکار ہوجائیں گی۔ اور یہ اختلاف قتل وفساد کا موجب ٹھہرے گا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابن عباسؓ کو ڈانٹ ڈپٹ کی وہ چلے گئے بات سمجھ میں آجانے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ابن عباسؓ کو واپس بلوایا اور فرمایا اپنی بات مجھ پر دہراؤ۔ آخر کار ابن عباس کی بات سمجھ آجانے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تسلیم کرلیا۔ (الموافقات فی اصول الشریعۃ ۳/۳۴۵۔ ۳۰) مذکورہ بالا اقسام کو شاطبی اپنی کتاب (الموافقات فی اصول الشریعۃ) کے اندر ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسباب نزول سے غفلت کی بناء پر آیات کا مقصود زائل ہوجاتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں: اسباب نزول سے جہالت کی وجہ سے احتمالات کو حل کرنا اور اشکالات کی توجیہ تو درکنار آیت کے ذاتی معنی پر دسترس ناممکن ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خذوا القرآن من أربعة عبدالله بن مسعود ابی بن کعب معاذ بن جبل، وسالم، مولی حذیفة۔ [رواه الترمذی والحاکم عن ابن عمر باسناد صحیح] قرآن کی تعلیم چار اشخاص سے حاصل کرو۔ عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور سالم مولی حذیفہ رضی اللہ عنھم سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرماتے ہیں: اللہ کی قسم نبی ﷺ کے اصحاب بخوبی جانتے ہیں کہ میں کتاب اللہ کو ان سے زیادہ جاننے والا ہوں اور اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی کوئی سورت ایسی نہیں۔ جس کے ''سبب نزول'' سے میں واقف نہیں ہوں اور اگر مجھے پتہ چل جائے کہ کوئی مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا ہے اور اس تک پہنچنے کے لیے کئی اونٹ درکار ہوں تو میں اس کی طرف ضرور سفر کروں۔ یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کررہی ہے کہ کوئی بھی عالم اسباب نزول کے علم کے بغیر عالم ہوسکتا ہے نہ مفسر قرآن۔

آسمانی ہسپتال میں!

جویریہ بنت عبداللطیف حلیم

''لیلیٰ حلو'' مراکش کی رہنے والی تھی وہ ایک مشہور ایکٹریس تھی فلمی حلقوں میں اس کا نام بڑا معروف تھا اسے ایک انتہائی مہلک مرض لاحق ہو گیا، جسے دنیا آج تک لاعلاج تصور کرتی ہے اور جسے ''کینسر'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس کا تصور ہی رونگٹے کھڑے کر دینے کے لیے کافی ہے۔

خاتون نے اپنے مہلک مرض کے علاج کے لیے مختلف ماہرین طب کے دروازوں پر دستک دی لیکن ڈاکٹروں کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اور جب خاتون کو اپنی زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی ہاں ایک امید باقی تھی وہ اس کے رب کا دروازہ تھا۔ لیلیٰ کہتی ہے میں ایک عرصے سے ایک بے حد خطرناک مرض کا شکار ہو گئی تھی جسے دنیا ''سرطان یا کینسر'' کے نام سے جانتی ہے سب کو معلوم ہے کہ یہ مرض انتہائی مہلک اور خطرناک ہے لیکن مراکش میں ہم اسے کینسر کا نام نہیں دیتے بلکہ ہمارے یہاں اس کو خبیث مرض کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ میرے دل کی وہ شریان جو بائیں جانب سے نکل کر دل کو خون بہم پہنچاتی ہے اور جو تاج نما ہوتی ہے اس موذی مرض میں مبتلا ہو گئی۔

اس وقت میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان کمزور بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ میرا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے یکسر خالی تھا کیونکہ میں اللہ سے بالکل غافل تھی۔ میں تو مشہور فلمی ایکٹریس تھی میں سمجھتی تھی کہ انسان کا حسن و جمال تاحیات اس کی شخصیت کو تازگی بخشتا رہتا ہے اور یہ نعمت پوری عمر زائل ہونے کا نام نہیں لیتی اور عنفوان شباب کی مسرتوں سے ہمیشہ لطف اندوزی کا خوش کن موقع نصیب رہتا ہے، نیز اس کی صحت ہمیشہ تروتازہ رہتی ہے جس کی وجہ سے اس کی قلبی فرحت کی روئیدگی و بالیدگی ملتی رہتی ہے۔ میرے حاشیہ خیال میں یہ تصور تک بھی نہیں گزرا تھا کہ میں بھی ''کینسر'' جیسی مہلک اور جان لیوا بیماری میں گرفتار ہو جاؤں گی لیکن جب میں اس خطرناک مرض میں مبتلا ہو گئی تو اس کے خوف و دہشت نے میرے وجود کو جھنجوڑ کر رکھ دیا اور میں بری طرح حواس باختہ ہو گئی، میرا جی چاہتا تھا کہ کہیں بھاگ جاؤں مگر بھاگ کر جاتی بھی کہاں؟ جہاں کہیں بھی جاؤں گی یہ لاعلاج مرض بھی تو میرے ساتھ جائے گا اس لیے میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں خودکشی کر لوں۔

لیکن مجھے میرے شوہر اور بچوں سے شدید محبت تھی اس لیے میں نے خودکشی نہ کی۔ قارئین یہ نہ سمجھیں کہ اس وقت میرے خودکشی نہ کرنے کی وجہ اللہ تعالیٰ کا خوف یا ڈر تھا اس طرف تو خیال بھی نہ گیا تھا کہ یہ حرام ہے۔ دراصل میں تو اسلام سے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے کوسوں دور تھی میں توبہ استغفار سے نہ واقف تھی بس شاید میرے رب کو میری ہدایت اور رہنمائی منظور تھی تبھی تو مجھے یہ خطرناک مرض لگ گیا۔ ہاں! بعض اوقات بیماری بھی انسان کے لیے رحمت کا باعث ہوتی ہے اور اسے جھنجوڑ کر رکھ دیتی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ نہ صرف مجھ پر رحم کر کے مجھے راہ راست پر لائے بلکہ کتنے ہی اور لوگ میری وجہ سے سیدھے ہو جائیں۔ ہاں وہی لیلیٰ حلو جو نجانے کتنے لوگوں کو گمراہ کر چکی تھی اپنے جسم کی نمائش کر کے، رقص کے ذریعے، سینما کی سکرین کے ذریعے .... میں بیمار ہوئی .... دولت .... شہرت .... تعلقات .... ایک سے بڑھ کر ایک ڈاکٹر .... ہسپتال .... سب کچھ میسر تھا ....

تو محترم قارئین! میں بیرون ملک بلجیم گئی بہت سے ڈاکٹروں سے بغرض علاج رجوع کیا سب نے میرے شوہر سے کہا کہ اس کی چھاتی کاٹ دینا ضروری ہے اس کے علاج کے لیے ایسی کیمیکل دوائیاں استعمال کرنی پڑیں گی جن سے سر کے بال جھڑ جائیں گے پلکیں اور بھویں گر جائیں گی چہرے پر داڑھی کے بال اگ آئیں گے ناخن اور دانت گر جائیں گے میں نے ڈاکٹروں کی تجویز سن کر ان کے علاج سے مکمل انکار کر دیا اور کہا میں چھاتی کٹانے، گنجی ہونے اور قدرتی بناوٹ اور خوبصورتی کو داغ داری کرنے پر مر جانے کو ترجیح دوں گی۔ چنانچہ میں نے ڈاکٹروں سے کہا کہ میرے لیے آسان سا علاج سوچیں۔ پھر میں مراکش واپس آ گئی اور یہ موٹا علاج کرتی رہی لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ مجھے نجانے کیسے محسوس ہوا کہ ڈاکٹروں نے میری درست تشخیص نہیں کی اور خواہ مخواہ میرے اندر کینسر کا مرض ثابت کر دیا ہے جبکہ میں بالکل صحیح سلامت ہوں، لیکن تقریباً چھ ماہ بعد مجھے محسوس ہوا کہ میرے وزن میں خاطر خواہ کمی ہو چکی ہے میرا رنگ خاصا بدل چکا ہے مجھے درد و الم کی شکایت رہنے لگی اور یہ شکایت آہستہ آہستہ مستقل ہوتی گئی جب میں نے ایک مراکشی ڈاکٹر سے طبی جانچ کروائی تو اس نے مجھے بلجیم جانے کا مشورہ دیا، چنانچہ میں نے دوبارہ بلجیم کے لیے رخت سفر باندھا۔

بلجیم میں ڈاکٹروں نے جب میرا معائنہ کیا تو انہوں نے نہایت

افسوس ناک خبر میرے شوہر کو بتائی ”کینسر“ پورے بر...
پھیپھڑے بھی اس سے بری طرح متاثر ہو چکے...
صورتحال سے نمٹنے کے لیے کوئی دوا یا علاج نہیں...
ایک موت رہ گئی ہے کہ تم اپنی بیوی کو وطن لے جاؤ تا...
ہو سکے۔ ڈاکٹروں نے جب میرے شوہر کو یہ رپورٹ دی تو ان پر یہ خبر بجلی بن کر گری وہ حواس باختہ ہو گئے، پھر ہم لوگوں نے واپسی وطن مراکش جانے کی بجائے بلجیم سے فرانس کا ٹکٹ لیا، شاید مجھے وہاں کوئی علاج مہیا ہو سکے اور وہاں چھاتی کٹوا کر کیمیائی دوائیں استعمال کروں تاکہ کسی طرح زندگی بچ سکے اچانک میرے خاوند کے ذہن میں آیا کہ ہم تمام دنیاوی علاج کروا چکے ہیں مگر ایک طبیب باقی رہ گیا ہے اس کے پاس جانا چاہیے اس نے مجھ سے بات کی تو جیسے مجھے کوئی بھولی ہوئی بات یاد آگئی ہو۔ بلاشبہ ہمیں مکہ مکرمہ جانا چاہیے بیت اللہ کی زیارت کریں اور وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں توبہ استغفار کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ وہ اس مہلک مرض سے مجھے شفایاب کردے۔ کیونکہ آسمان کے دروازے ہر مریض کے لیے ہر وقت کھلے رہتے ہیں اور وہاں ہر بیماری کا کامیاب علاج ہمہ وقت دستیاب ہے۔!

غرض ہم میاں بیوی پیرس سے خانہ کعبہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ راستہ بھر ہم ”لا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ کے ورد سے رطب اللسان تھے۔ مجھے بڑی خوشی ہو رہی تھی کیونکہ بیت اللہ شریف کی طرف میری زندگی کا یہ پہلا سفر تھا اور پہلی دفعہ اللہ کے گھر کا دیدار نصیب ہونے والا تھا۔ میں نے پیرس ہی میں قرآن کریم کا ایک نسخہ خرید لیا تھا اور گاہے بگاہے اس کی تلاوت کرتی رہتی آخرکار وہ مبارک وقت آگیا جب ہم مکہ مکرمہ پہنچ کر کعبہ کے صحن میں داخل ہوئے جونہی نگاہ کعبہ پر پڑی میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے مجھے اپنی گزشتہ زندگی یاد آگئی رب کی نافرمانی اور معصیت کی زندگی۔ میرا ماضی قطعاً غلط تھا نماز روزہ سے دور رہی فرائض کا پتہ تک نہ تھا۔ اب میں نہایت عاجزی کے ساتھ اس رب العالمین کے دروازے پر حاضر تھی جو توبہ قبول کرنے والا، اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا ہے اور پھر میں نے خانہ کعبہ کے دروازے کے قریب جا کر رو رو کر یہ دعا کی:

”اے میرے پروردگار! میری مہلک بیماری کا علاج ڈاکٹروں کے بس میں نہیں وہ ہزار کوشش کے باوجود میرے علاج سے انکار کر چکے ہیں میرے پیارے رب! بیماری تیری ہی طرف سے آتی ہے اس کا علاج تو ہی کرتا ہے میری بیماری کے علاج کے معاملے میں ڈاکٹروں نے ہسپتالوں کے دروازے بند کر رکھے ہیں صرف تیرا در ہی کھلا ہے، میں اپنے علاج کے لیے تیرے ہسپتال میں پہنچ چکی ہوں......اے میرے رب......! اپنا دروازہ میرے لیے بند مت کرنا“ پھر میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور اس دوران میں اللہ تعالیٰ سے بکثرت دعا کرتی رہی کہ ”اے اللہ میری دعا کو نامراد واپس نہ کرنا اور مجھے نا امید مت کر دینا اور مجھے شفا عنایت کر کے ڈاکٹروں کو اپنی قدرت وشانی سے حیران وششدر کر دینا“ جیسا کہ میں بیان کر چکی ہوں میں اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے بالکل غافل تھی اور اس کے دین پر کبھی عمل نہ کیا لیکن اب میری وہ کیفیت نہ رہی جو پہلے تھی بلکہ اب میں نے اللہ کے دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔

چنانچہ میں مکہ مکرمہ میں موجود علماء مشائخ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے ایسی دعاؤں پر مشتمل کتابوں کے متعلق پوچھتی جن کو میں جلدی سے یاد کر سکوں تاکہ حسب ضرورت ان دعاؤں کا ورد کیا کروں اور اللہ رب العزت کے دربار میں دعا ومناجات کا نذرانہ پیش کر سکوں۔ علماء ومشائخ نے کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور زیادہ سے زیادہ ”آب زمزم“ پینے کی نصیحت فرمائی۔ نیز انہوں نے مجھے یہ بھی نصیحت کی کہ میں زیادہ سے زیادہ اللہ عزوجل کا ذکر کروں اور رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجوں۔ مسجد حرام میں مجھے کافی راحت محسوس ہو رہی تھی اور میرے دل کو بہت اطمینان تھا میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ آپ مجھے مسجد حرام ہی میں وقت گزارنے کی اجازت دے دیں میں اب ہوٹل کم ہی جاؤں گی زیادہ وقت اللہ کے گھر میں گزاروں گی، میرے خاوند نے میری درخواست قبول فرمائی اور میں اپنے اوقات مسجد حرام میں ہی رب ذوالجلال والاکرام کے مقدس دربار میں دعا ومناجات کے ساتھ گزارنے لگی۔ مسجد حرام کے اندر میرے پڑوس میں مصر اور ترکی کی چند خواتین تھیں جو کثرت آہ وبکا سے میری آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو دیکھتی تھیں انہوں نے میری کثرت آہ وزاری کا سبب دریافت کیا میں نے ان سے جواباً کہا کہ ”پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے اللہ کے گھر کا طواف نصیب ہوا جس کے بارے میں مجھے گمان بھی نہ تھا کہ اس سے ایسی محبت ہو گی، جیسی اب میرے دل میں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھے کینسر کی بیماری لاحق ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے دربار میں آہ وزاری کر رہی ہوں۔ میں نے اپنے شوہر سے اجازت لے کر مسجد میں اعتکاف کر لیا (حالانکہ یہ ماہ رمضان نہ تھا) اب میں سارا دن ذکر واذکار، قرآن پاک کی تلاوت، نماز اور نوافل ادا کرنے میں گزارتی نیند کبھی نہیں آتی۔ بھوک تو گویا مٹ ہی گئی تھی چند لقمے ہی کفایت کر جاتے ہیں۔ آب زمزم کثرت سے پیتی کیونکہ مجھے حدیث نبوی ﷺ یاد تھی: ”ماء زمزم لما شرب له“ ”آب زمزم جس نیت سے بھی پیا جائے وہ نیت پوری ہوتی ہے۔“ [صحیح ابن ماجہ: ۳۰۶۲]

میں جب بیت اللہ پہنچی تھی اس وقت بہت ہی دبلی پتلی اور

کمزور تھی، میرے جسم کے اوپر والے حصے میں سوجن اور چھوٹی چھوٹی لاتعداد سرخ پھنسیاں تھیں جو اس بات کی واضح علامت تھیں کہ میرے جسم کے اوپر والے حصے میں کینسر پھیل چکا ہے۔ میری سہیلیاں مجھے نصیحت کرتیں کہ میں اپنے جسم کے اوپر والے حصے کو آب زمزم سے دھوتی رہوں، لیکن جسم کی پھنسیوں اور سوجن کو چھونے سے مجھے خوف لاحق ہوتا اور دھونے کا تصور آتے ہی کانپ اٹھتی۔ مجھے جب بھی اس مہلک مرض کا خیال آتا میرا دھیان اللہ تعالیٰ کے ذکر واذکار اور اس کی عبادت سے ہٹ کر اس میں اُلجھ جاتا۔

بہر حال میں نے اپنے جسم کو ہاتھ لگائے بغیر آب زمزم کو اپنے جسم پر ڈالنا شروع کیا کچھ دن یوں ہی گزر گئے میری سہیلیوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے جسم کو آب زمزم سے دھوڈالوں میں نے شروع میں انکار کیا مگر مجھے محسوس ہوا کہ کوئی اندرونی طاقت مجھے آب زمزم سے اپنے جسم کو دھونے پر آمادہ کررہی ہے میں نے خوف کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کیا دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا لیکن اس مرتبہ بھی میں نے اپنے جسم کو آب زمزم سے نہیں دھویا، کیونکہ مجھے ڈر لگتا تھا تاہم جب تیسری مرتبہ بھی میرے دل نے گواہی دی اور مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے جسم کو زمزم سے ضرور دھوؤں تو میں اٹھی اور آب زمزم لے کر اپنے ہاتھوں سے جسم اور چھاتی پر ملنا شروع کردیا جو کہ فاسد خون، پیپ، پھنسیوں وغیرہ سے پر تھی ......لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ...... میرا جسم......حیرت انگیز طور پر......ان بیماریوں سے پاک ہونے لگا...... چھوٹی چھوٹی پھنسیاں جانے کدھر گئیں......جسم کو چور کردینے والے...... دردوالم......خون نما پیپ......سب غائب ہوگئے......!!!

پہلے تو میں گھبرا اٹھی پھر اپنے ہاتھ جسم پر بار بار پھیرتی رہی لیکن میرے جسم کے اندر ہرگز کوئی سوجن نہ تھی۔ میں کانپ اٹھی مگر فوراً میرے ذہن نے کہا اس قدر تعجب کیوں کرتی ہو؟ کیا اللہ رب العزت اس کام پر قادر نہیں ہے؟ میں نے اپنی ایک سہیلی سے کہا کہ ذرا میرے جسم کو چھونا اور میری پھنسیوں کو دیکھنا، میری سہیلیوں نے دیکھا کہ میرے جسم سے ساری پھنسیاں غائب ہیں اور میرا جسم بالکل صحیح سالم ہے تو بے ساختہ چیخ اٹھیں:

اللہ اکبر ......اللہ اکبر ......

میں فرط مسرت سے۔ اپنے شوہر کو خوشخبری دینے کے لیے مسجد حرام سے نکل کر ہوٹل کو چلی کمرے میں داخل ہوکر جب اپنے شوہر کے پاس کھڑی ہوئی تو ان سے کہنے لگی دیکھو، یہ دیکھو...... اللہ کی رحمت...... کدھر ہیں...... میرے جسم پر......پھوڑے پھنسیاں......ہیں کہیں......؟ ختم ہوگئی نا......!!!

میں نے انتہائی مسرت وشادمانی کے ساتھ اپنے حالات سے آگاہ کیا لیکن میرے شوہر کو میری گفتگو افسانہ معلوم ہورہی تھی وہ میری بات کو مذاق سمجھ رہا تھا۔ یکایک اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اس نے بلند آواز میں کہا کیا تجھے معلوم نہیں، کیا تو اتنی جلدی بھول گئی کہ صرف تین ہفتہ قبل ڈاکٹروں نے قسم کھا کر کہا تھا کہ تو چند ہی دنوں کی مہمان ہے؟ میں نے اپنے شوہر سے کہا: ''ان لاجال بیداللہ سبحانہ وتعالیٰ ولا یعلم الغیب الا اللہ'' ''زندگی اور موت کا وقت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔''

اس کے بعد ہم میاں بیوی بیت اللہ میں ایک ہفتہ قیام پذیر رہے پھر ہم نے مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کی اس کے بعد فرانس واپس ہو گئے۔ جب وہاں ڈاکٹروں نے مجھے پوری صحت وعافیت کے ساتھ دیکھا اور انہیں علم ہوا کہ مہلک مرض نے مجھے خیر باد کہہ دیا ہے تو وہ حیران وپریشان رہ گئے۔ وہ حیرت زدہ ہوکر مجھ سے کہنے لگے محترمہ کیا آپ وہی خاتون ہیں جو......؟؟ میں فخر سے جواب دیتی جی ہاں! میں وہی ہوں جس کی موت کا آپ نے اعلان کررکھا تھا اور یہ میرے شوہر ہیں جنہوں نے میری شفایابی کے لیے سارے وسائل استعمال کرڈالے تھے۔ میں آپ لوگوں کے علاج سے فرار ہوکر رب کے ہسپتال میں داخل ہوگئی اور اب اس علاج کے بعد واپس آئی ہوں مجھے اس کے سوا کسی کا خوف اور ڈر نہیں ہے۔ کیونکہ قضا وقدر اللہ کے ہاتھ میں ہے وہی زندگی اور موت کا مالک ہے اور تمام امور اسی کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے دوبارہ میری تشخیص کی تو پتا چلا کہ تمام ٹسیٹ کلیئر تھے مجھے الحمد اللہ کوئی بیماری نہ تھی وہ سب ڈاکٹر حیران رہ گئے۔ پھر اس کے بعد میرا معمول بن گیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرتی اور زاروقطار روتی جب بھی مجھے ماضی یاد آتا تو میں بے ساختہ رونے لگتی......! میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ تمام مسلمانوں کو اپنے دامن بخشش ومغفرت میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین [ماخوذ: سنہری کرنیں صفحہ نمبر356]

نفاذ شریعت کانفرنس

مؤرخہ 23مارچ 10ء بروز منگل بعد نماز عشاء جامعہ شرعیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سالانہ عظیم الشان نفاذ شریعت کانفرنس منعقد ہورہی ہے جس میں مولانا حافظ عبدالعلیم یزدانی، علامہ عبدالرشید حجازی، مولانا یوسف پسروری، مولانا حافظ عبدالرحمٰن شیخوپوری خطابات ارشاد فرمائیں گے۔

[منجانب: قاری عبدالرشید عابد مدرس جامعہ ہذا 0301-7284790]

ضرورت رشتہ

ایک نیک، سمجھدار اور تھوڑی بہت تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے۔ سامان وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ [رابطہ: احسن عاصم 0300-8532472]

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون ہیڈ آفس (042) 5854010
فون ہیڈ آفس 6581025 (042) تنظیم اہلحدیث
C.P.L - 104

تحریک دعوتِ توحید پاکستان کا قیام اور تین سالہ رپورٹ کا خلاصہ

آپ جانتے ہیں کہ طویل عرصہ سے توحید کی دعوت صرف ہماری مساجد اور ہمارے اجتماعات تک محدود ہے حالانکہ ایک کثیر طبقہ ہمارے قریب آنے کے لیے تیار نہ ہے حالات کا شرعی تقاضا تھا اور ہے کہ ہم اپنے حلقہ سے باہر نکل کر ان بھائیوں تک توحید خالص کا پیغام پہنچائیں جن تک توحید خالص کا پیغام نہیں پہنچا۔ اس فرض کی ادائیگی کے پیش نظر تحریک دعوت توحید کا آغاز رمضان المبارک 2006 میں کیا گیا مقصد کوئی الگ جماعت بنانا تھا اور نہ ہے۔ اس کا مقصد شرک کے خلاف لوگوں میں نفرت وشعور بیدار کرنا اور توحید باری تعالیٰ کی افادیت اجاگر کرنا ہے۔ کیونکہ یہ ایک تحریک ہے اس لیے احباب اپنی اپنی جماعتوں اور منصب پر رہ کر اپنے اپنے حلقہ میں اس کے ساتھ اخلاقی، عملی اور تبلیغی تعاون فرمائیں۔ احباب جماعت کے تعاون سے اب تک ہونے والی کاوش کا خاکہ پیش خدمت ہے۔

تبلیغی پروگرام

2006 تا 2007 سندھ، سرحد، پنجاب کے دورہ جات تعداد 119 ۔ 2007 تا 2008 سندھ، سرحد، بلتستان، پنجاب آزاد کشمیر کے دورہ جات تعداد 155 ۔ 2008 تا 2009 سندھ، سرحد، پنجاب، آزاد کشمیر کے دورہ جات تعداد 168 ۔ تفصیل کے لیے (الاعتصام، تنظیم، الاخوہ (لاہور) صحیفہ (کراچی) اور مجلہ شہادت (اسلام آباد) ملاحظہ فرمائیں۔

لٹریچر کی تقسیم

بسوں، ویگنوں اور دکانوں پر اسٹیکرز چسپاں کیے گئے تعداد 3,50000/ سکولز، کالجز، بسوں، ویگنوں اور مساجد میں پمفلٹ توحید کے فائدے شرک کے نقصانات تعداد 2,50000 پمفلٹ سرورِ دو عالم ﷺ کا پیغام اقوام عالم کے نام تعداد 1,20000 تقسیم کیے گئے۔

وال چاکنگ

آزاد کشمیر، سرحد، پنجاب کی بڑی بڑی شاہراؤں پر بار بار توحید پرمبنی سلوگنز کی چاکنگ کروائی گئی۔

اہلحدیث مدارس میں توحید پر تقریری مقابلہ جات

آزاد کشمیر، پنڈی، گوجرانوالہ، لاہور، ساہیوال ڈویژن اور کراچی شہر کے اہلحدیث مدارس میں تقریری مقابلے ہو چکے ہیں۔ ملک بھر کا تقریری راؤنڈ مکمل ہونے کے بعد ڈویژنل لیول پر اول، دوم، سوم آنے والوں کے درمیان تقریری مقابلہ جولائی 2010 لاہور میں ہوگا۔ انشاءاللہ

پاکپتن اور لاہور کے میلہ پر

تحریک کی توجہ ان علاقوں پر خاص طور پر مرکوز کی جارہی ہے جہاں بڑے بڑے میلے لگتے ہیں تاکہ بالخصوص وہاں کے لوگوں تک براہ راست توحید کا پیغام پہنچایا جائے اس لیے حضرت بابا فریدؒ کے میلہ پاکپتن اور حضرت علی ہجویریؒ کے عرس کے موقعہ پر لاہور شہر میں کثیر تعداد میں توحید پر مبنی فلیکس لگوائے اور اخبارات میں توحیدی دلائل پر مشتمل بیانات شائع کروائے گئے۔

میاں محمد جمیل: کنوینر تحریک دعوتِ توحید پاکستان 042-35417233/0333-4566379